تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۶۲ہش / اگست ۱۹۸۳ء

شرحِ چندہ

پاکستان :- بیس ۲۰ روپے سالانہ

فی پرچہ :- دو ۲ روپے صرف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

شوال ۱۴۰۳ھ ہجری

ظہور ۱۳۶۲ ہش

اگست ۱۹۸۳ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

شرحِ چندہ ماہنامہ "انصار اللہ"

پاکستان	بیس ۲۰ روپے سالانہ	
امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ۱۵ ڈالر "
	" بحری ڈاک	آٹھ ۸ " "
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	چھ ۶ پونڈ "
	" بحری ڈاک	تین ۳ " "

فہرست مضامین

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سیّد عبدالحیٔ

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

کتابت :- رضوان الکتابت ربوہ

قیمت فی پرچہ :- دو ۲ روپے

جلد ۲۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۸

ظہور ۱۳۶۲ ہش

سونے کے ٹکڑے

آٹھویں صدی ہجری میں قاہرہ کی ایک نامور شخصیت ابن ہشام نحوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام شذور الذہب یعنی سونے کے ٹکڑے رکھا۔ سپین کے فلسفہ تاریخ کے عظیم عالم ابن خلدون نے ابن ہشام کو "سیبویہ" سے بڑا نحوی قرار دیا۔ مغنی اللبیب نحو کی انتہائی کتاب بھی انہیں ابو محمد عبداللہ جمال الدین ابن ہشام انصاری کی ہی تصنیف ہے۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی الازہر نے ابن ہشام کی اس کتاب کو نحو کے لئے ایک مفید کتاب قرار دیتے ہوئے تدریس کے لئے اسے تجویز کیا۔ علم نحو میں ان کی یہ کتاب اسم بامسمّٰی ہے اور یقیناً نحو کی دُنیا میں وہ اس نام کی مستحق ہے۔

اس شمارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے لئے مَیں نے یہی عنوان تجویز کیا ہے۔ جو علوم و معارف قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوں۔ اور پھر زبان امام جماعت سیّدنا طاہر و مطہر ایدہ اللہ کی۔ تو ان ارشادات پر یہ نام خوب جچتا ہے۔

قومی ترقی کے تین عناصر ترکیبی ہیں۔ امام۔ تحریک، قوم۔ فعّال قیادت اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔ ضرورت الامام میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے امام الزمان کے لئے جن چھ قوّتوں کا ذکر فرمایا ہے (۱) قوّتِ اخلاق۔ (۲) قوّتِ امامت۔ (۳) بسطت فی العلم۔ (۴) قوّتِ عزم (۵) اقبال علی اللہ۔ (۶) کشوف و الہام کی نعمت۔ جس کو یہ نعمتیں اَور قوّتیں عطا ہیں۔ اس کا وجود اس کی جماعت کے لئے خدا کی نعمت اور فضل ہے۔ اس پر قوم جتنا خدا کا شکر ادا کرے کم ہے اور فعلی شکر یہ ہے کہ وہ السمیع والطاعۃ کی نداء بلند کرے۔ یہ قوتیں خدا کی عطاء ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالےٰ متولّی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں

مباحثہ کر کے اُن کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اُس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔" (ضرورت الامام ص۸)

ان قویٰ کا ذکر کرنے کے بعد حضور فرماتے ہیں:۔

"میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں۔ اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔" (ضرورت الامام ص۲۴)

قومی ترقی کا دوسرا عنصر قوم ہے۔ اگر قوم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ہم آہنگ کر لے۔ وہ اطاعت اور پیروی کا اعلیٰ نمونہ دکھائے۔ تو وہ یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔ امام الزمان فرماتے ہیں:۔

"اور وہ تمام لوگ جو اُس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں۔ اُن کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔" (ایضاً ص۸)

اور خلفائے مسیح موعود تو بدرجہ اولیٰ اس نعمت کے وارث ہیں۔ وہ مسیح پاک کے جانشین ہونے کے لحاظ سے اس سے حصّہ وافر پاتے ہیں۔ اَب اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں حصّہ رسدی یہ قویٰ عطا ہوں۔ تو ہمیں ان کے ارشادات پر کان دھرنا ہوگا۔ کہ وہ وہی کہتے ہیں جو مسیح پاک نے فرمایا۔ جو اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔ اُن کے ارشادات اور فرمودات جماعت کی سکیم اور لائحہ عمل ہے۔ وہ مسیح پاک علیہ السلام کے مشن کی تکمیل فرماتے ہیں۔ وہ اس کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جو خدائے لم یزل نے مسیح پاک کے سپرد فرمایا۔

ان کے ارشادات شذور الذہب ہیں۔ یہ سونے کے ڈلے ہیں۔ یہ وہ دولت تقسیم کرتے ہیں جو مسیح پاک علیہ السلام کے سپرد کی گئی تھی۔ یہ جواہر ہیں۔ یہ موتی ہیں۔ مبارک ہے وہ جو ان سونے کے ڈلوں سے دامن بھرتا ہے۔ جو ان کو لائحہ عمل بناتا ہے۔ وہ کامیابی کی جانب بڑھتا ہے۔

یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ خوش نصیب ہے جو اس کا قدر دان ہے۔ وہی جوہری ہے جو جوہر کی قدر جانتا ہے۔ خدا سے دُعا ہے کہ وہ سونے کے ان ڈلوں کو دامنِ عمل میں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ ہمیں اس راہ پر گامزن کرے جس پر خلیفۂ وقت ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ ہمیں اُس تبدیلی کی توفیق عطا ہو۔ جو امامِ وقت ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم خُدا کے ہو جائیں اور خُدا ہمارا ہو جائے۔ آمین یاربّ العلمین۔

سب سے پہلا سوال

شذور الذہب کے عنوان کے تحت نماز کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد

درج ہے۔ آغازِ خلافت سے حضور جماعت کو بہت تاکید اور درد سے اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ جماعت کا ہر فرد نماز کا پابند ہو جائے۔ جماعت میں عبادت کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے۔ یہ ہماری مذہبی زندگی کا معیار ہے۔ یہ ہمارے قومی جذبہ کے لئے بمنزلہ خون ہے۔ اگر جسم میں اس کی گردش جاری ہے تو ہم زندہ ہیں۔ اگر ہم خشوع وخضوع سے نماز کو قائم کرتے ہیں تو ہم اپنا ناطہ خدا سے جوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز ہر بے حیائی اور بدی سے روکتی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَر

قرآن پاک میں ہے قیامت کے دن جب جہنمیوں سے پوچھا جائے گا مَا سَلَکَکُمْ فِی سَقَر۔ تمہیں جہنم میں لانے کا موجب کیا ہؤا۔ تو وہ کہیں گے لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْن۔ ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

حدیث نے نماز کو مومن کا معراج قرار دیا۔ یہ زینہ ہے جو ہمیں خدا کے قریب کرتا ہے۔ نماز کو مومن اور کافر میں حدِ فاصل قرار دیا ــ ایک دوسری حدیث میں فرمایا:۔

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ الصَّلٰوۃُ

کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس امر کے متعلق پوچھا جائے گا۔ وہ نماز ہے

روزِ محشر کہ جاں گداز بود ؛ اوّلین پرسش کہ نماز بود

حقوق اللہ میں سے نماز کے بارہ میں سوال ہوگا۔ اور حقوق العباد میں خون کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ انّی مکاثر بکم الامم فَلَا تقتلنّ بعدی۔ کہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ لہٰذا کسی کو قتل نہ کرنا۔ مومن کو عمداً قتل کرنے والے کی سزا خدا نے جہنم قرار دی ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھوں صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس مہینہ میں اس دن اس شہر میں یہ بیت الحرام۔"

پس قیامت میں سب سے پہلے سوال کے جواب کے لئے تیاری کر لیجئے۔ نماز باجماعت کا اہتمام کیجئے کہ مامور زمانہ نے فرمایا

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع نے اس ارشاد میں عہدیداران جماعت کا فرض قرار دیا ہے کہ مسلسل اس امر کی نگرانی کرتے رہیں۔ تاآنکہ ہر فردِ جماعت نماز باجماعت کا پابند ہو جائے۔ خدا کرے ہم میں سے ہر ایک کو نماز کا صحیح ذوق نصیب ہو جائے۔

ہلالِ خیر و رشد

شوال کا چاند اُفق پر طلوع ہؤا تو رمضان کا بابرکت مہینہ الوداع ہؤا۔ مبارک ہیں وہ جنہیں اس بابرکت مہینہ میں

عبادت کی توفیق ملی۔ اپنے مولیٰ سے عجز و نیاز کا موقع نصیب ہوا۔ کمزوریوں کو ترک کرنے اور نیکیوں میں تسابق کی توفیق ملی۔

خوش بخت ہیں وہ جنہوں نے امام وقت کی اس آواز پر لبیک کہا کہ اس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنا دو۔ مبارک ہیں وہ مظلوم جن کی چیخ و پکار عرشِ الہٰی تک پہنچی۔ جن کی گریہ و زاری نے رحمتِ باری کو جذب کیا۔ یہ برکتوں والا مہینہ رخصت ہوا لیکن خدا کا فضل اور اس کا رحم وداع نہیں ہوا۔ اس کی زنجیر عدل و احسان کو جب بھی کوئی تھام کر فریاد کرتا ہے وہ آسمانی آقا اس کی سُنتا ہے۔ اُس کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ اس کی مغفرت کی چادر بہت فراخ اور کشادہ ہے۔

چاند غروب ہوتا رہے گا اور طلوع بھی۔ لیکن جب بھی نیا چاند طلوع ہوتا ہے۔ وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ پہلا مہینہ رخصت ہوا۔ نئے مہینے کا آغاز ہوا۔ اس لئے ایک مسلمان جب نیا چاند دیکھتا ہے تو دُعا کے لئے اس کے ہاتھ زمین و آسمان کے مالک کی طرف اُٹھ جاتے ہیں۔ وہ خدا کا دامن تھام کر التجا کرتا ہے۔ " الہٰی یہ چاند خیر و برکت کا موجب ہو۔ اللہ اس چاند کے طلوع کے ساتھ امن، ایمان اور سلامتی کا دَور دورہ ہو۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے رمضان شریف کی آخری دُعا میں احباب جماعت کو جن دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ وہ دُعائیں مسلسل کرتے رہیں۔ بنی نوع انسان کے لئے دُعا کریں۔ اپنے خدا کو پہچانیں۔ امن کی راہ پر گامزن ہوں۔ دعا کیجئے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے حال پر رحم کرے۔ انہیں یہود کی چیرہ دستیوں سے بچائے۔ مسلمانوں کا قدم پھر ایک بار بلند مینار پر پڑے۔ انہیں اتحاد کی دولت نصیب ہو۔ ان کی باہم چپقلش ختم ہو کہ وہ اشتراکی اور سرمایہ پرست دھڑوں کے حاشیہ بردار نہ بنے رہیں۔ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی قوّت نصیب ہو۔ انہیں ان کی کھوئی ہوئی عظمت نصیب ہو۔ الہٰی انہیں شعور عطا فرما کہ یہ حقیقی قوّت کے منبع کی طرف رجوع کریں۔ یہ حبل اللہ کو تھامنے والے ہوں۔ اللہ ان کے انشقاق کو وحدت میں، ان کے ضُعف کو قوّت میں بدل دے۔ الہٰی! جن نحوستوں نے ہمارے دلوں میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس چاند کے طلوع ہونے سے وہ سب بھاگ جائیں۔ اور ان کی جگہ برکتیں ہی برکتیں آجائیں۔ الہٰی! ظلمتوں کے پردے چاک ہوجائیں اور تیرا نُور دل و دماغ اور جسد و رُوح میں سما جائے۔

رمضان کے مبارک مہینہ کی برکتوں کا صدقہ! تیرے فضلوں کا واسطہ! ہمارا شیطان زنجیروں میں ہی جکڑا رہے۔ تیری رحمتوں اور جنتوں کے دروازے ہمارے لئے کھُلے رہیں۔ جہنم کے دروازے ہمارے لئے ہمیشہ بند رہیں۔ کانوں میں تیرے فرشتوں کی یہی آوازیں سُنائی دیں — یا باغی الخیر اقبل۔ اے بھلائی کے طالب آجا۔ قدم آگے بڑھا۔

خداوندِ قدوس! ہم تیرے عابد بندے بن جائیں۔ ہم داعی الی الخیر ہوں۔ ہمارے دلوں میں کسی سے بغض، حسد اور نفرت نہ ہو۔ ہمارے دلوں میں تیری محبّت، تیرے محبوّں کی محبت ہو۔ ہم تیرے ہوجائیں۔ تیری رضا پر راضی ہوں۔ خداوندِ عالم! دلوں، آنکھوں اور زبان کو پاکیزگی عطا فرما۔ اَے ہمارے نجات دہندہ، نجات عطا فرما۔ ایسی نجات جو ہمارے جذبہ گناہ کو بھسم کر دے۔ خاشاک کر دے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رحیم و کریم خدا ! آپؐ کی امت پر رحم فرما۔ رحم فرما، رحم فرما۔ یا ارحم الراحمین۔

راہ نمائی

حضرت براءؓ بن عازب روایت کرتے ہیں کہ چند انصار صحابہ راستہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گذر ہوا تو آپؐ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا:۔

''اگر یہاں بیٹھنا ضروری ہو تو اِن باتوں کا خیال رکھو۔ سلام کہنے والے کا جواب دو۔ مظلوم کی مدد کرو۔ اور راستہ بھٹکے کو راستہ دکھاؤ۔'' (ترمذی ابواب الادب باب ماجاء علی المجالس فی الطریق)

سڑکوں کے کنارے اس قسم کے بورڈ کہ یہ راستہ فلاں طرف جاتا ہے۔ سڑک کے کنارے کسی گاؤں کے باہر گاؤں کے نام کی تختی۔ گھروں پر نام کا بورڈ۔ رات کے وقت گھر کے باہر روشنی۔ یہ سب امور اس میں شامل ہیں۔

ایک بار مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی میٹنگ میں صدر مجلس صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے تمام قائدین کو اس طرف توجہ دلائی۔ کہ ربوہ کے ہر گھر کے باہر مکین کے نام کا بورڈ ہونا چاہیئے۔ تاکہ اگر کوئی آدمی ملنے آئے تو نام کا بورڈ پڑھ کر وہ آسانی سے اس شخص کو مل سکے۔ اور رات کے وقت گھر کے باہر بلب روشن ہو کہ بورڈ وغیرہ پڑھا جا سکے۔ اور آپ نے قائدین سے تو وہیں وعدہ لیا کہ اس پر آپ لوگ فوراً عمل کریں گے۔

بعض دفعہ کچھ اتہ پتہ نو وارد کو ہوتا ہے۔ وہ آتا ہے ایک جیسے کوارٹر۔ ایک جیسی گلیاں دیکھتا ہے تو بھٹکتا پھرتا ہے یا لوگوں سے پوچھتا ہے۔ اور اگر وقت ایسا ہے کہ باہر کوئی آدمی نہیں یعنی گرمیوں میں دوپہر کا وقت یا رات کا اندھیرا۔ ہر دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائے تو یہ تکلیف مالایطاق ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ ہر گھر کے باہر نام کا بورڈ اگر ہو سکے تو مکان کا نمبر بھی درج ہو۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعمیل ہو گی۔ اور ایک شریف شہری ہونے کی دلیل۔

اور ربوہ میں تو باہر سے احباب کی سارا سال ہی آمد رہتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ایسا طریق اختیار کریں کہ مہمان کو اس بارہ میں کوئی تکلیف نہ ہو یا کم از کم تکلیف ہو۔ خدا کرے ہمارا شہر ہر حلقے میں مثالی ہو اور یہاں کے شہری باشعور شہری ہوں۔

دیانت دار تاجر

آج کی مادی دنیا کا مہلک زہر دنیا کی محبت، زرطلبی، اور اکتناز زر ہے۔ ہر آدمی جلد امیر بننے کا خواہش مند ہے۔ وہ دولت کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کوشش میں وہ جائز و ناجائز کی تفریق کو بھول گیا ہے۔ حضرت ابن مسعود

راوی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان سے یہ سوال کیا جائے گا اور جب تک اس کا جواب نہ آئے گا اُسے وہاں سے جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ (ترمذی۔ ابواب الزہد باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص)

ہر پیسے کے لئے ہم جواب دہ ہیں کہ ہم نے جائز کمایا اور خرچ کے متعلق بھی جواب دہ ہیں کہ اس پیسہ کا مصرف صحیح کیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کی مادہ پرست دُنیا میں یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اس لئے اس کا ثواب بھی بہت عظیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ (ترمذی ابواب البیوع)

حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا دیانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مارکیٹ کے قریب سے گذر ہوا۔ تاجر تجارت میں مصروف تھے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا "یا معشر التجار" اے تاجروں کے گروہ۔ تاجروں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سُنی تو حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضور نے فرمایا:۔

"تجار دیکھو قیامت کے روز تجار کا حشر فجار ہونے کی حالت میں ہوگا سوائے اس تاجر کے جس نے خدا کا تقویٰ اختیار کیا۔ اور نیکی کا طریق اختیار کیا اور سچ بولا" (ترمذی ابواب البیوع)

ایک دوسرے موقعہ پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"قیامت کے روز تین آدمیوں کی طرف خدا نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ نہ انکا تزکیہ کرے گا۔ اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ احسان جتلانے والا۔ کپڑوں کے دامن لمبے چھوڑنے والا، مراد لباس میں اسراف اور تکبّر کرنے والا۔ اور سودے کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا" (ترمذی ابواب البیوع)

پس جہاں مسلمان کو یہ حکم ہے کہ فرض نماز کے بعد کسب حلال تم پر فرض ہے۔ جہاں جائز ذرائع سے۔ مناسب نفع کی مقدار سے کمایا ہوا مال۔ جب اس کے حق بھی ادا کئے جائیں۔ خیر ہے۔ بھلائی ہے۔ اسے پاس رکھنا منع نہیں۔ وہاں ناجائز ذرائع سے آنیوالا ایک پیسہ بھی گناہ ہے۔ خسارہ کا موجب ہے۔ اس موقع پر میں اپنے احمدی تاجر بھائیوں کی خدمت میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ یکم فروری ۱۹۵۶ء کو گولبازار ربوہ کے دوکانداروں نے حضور کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ اس موقع پر حضور نے دوکانداراحباب سے فرمایا:۔

"دوکانداروں کو چاہیئے کہ وہ دیانت داری کا ایک ایسا نمونہ پیش کریں کہ نہ صرف ربوہ کے اندر ان کی تجارت ترقی کرے۔ بلکہ ارد گرد کے علاقے بھی اس سے ایسے متاثر ہوں کہ وہ یہیں سے اپنی ضروریات کی اشیاء خریدنے لگیں اور لائل پور، یا چنیوٹ نہ جائیں، نیز ہمارے دوکانداروں کو چاہیئے کہ وہ امانتوں کے لین دین میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں یہانتک کہ

لوگ خود اُن کے پاس امانتیں رکھنا اپنے لئے مفید سمجھنے لگیں۔ اس طرح انہیں بھی کاروبار بڑھانے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔"
حضور نے دوکانداروں کو توجہ اس طرف بھی دلائی کہ وہ اپنا مال سستے سے سستے داموں فروخت کرنے کی کوشش کریں۔ زیادہ مال فروخت کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تھوڑا مال فروخت کرکے زیادہ سے زیادہ نفع لینے کی کوشش کی جائے۔ حضور نے مثالیں دے کر سمجھایا کہ سستا اور زیادہ مال فروخت کرنے سے دوکاندار کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور عوام کو بھی۔ (الفضل ۲ر فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۱)
حضور کا یہ ارشاد اتنا مفید اور اہم ہے کہ ہمارے ہر دوکاندار کو اس پر عمل کرکے اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہیئے اور ربوہ کی دیانت اور شہرت میں اضافہ کا باعث بننا چاہیئے۔ اللہ کرے ہمیں اس کی توفیق نصیب ہو کہ تجارت میں اچھے اصول میٹھی زبان، کم منافع سے زیادہ نفع مند کوئی امر نہیں۔

وُسعتِ داماں

خدائے رحیم و رحمان کے بندے اُس کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں۔ اُن کی شفقت و رحمت کا دائرہ تنگ نہیں ہوتا۔ کہ ساری مخلوق اُن کے ربّ کی عیال ہے۔ اگر کسی کا عقیدہ مختلف ہے تو وہ اُسے انسانی برادری سے تو خارج نہیں کر دیتا۔ اگر کسی بدعقیدہ یا غلط کار کی اصلاح مقصود ہے تو وہ نفرت سے نہیں۔ محبت اور حُسنِ سلوک سے ہو سکتی ہے۔ معالج مریض سے نفرت کرے تو علاج کیسے ممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس بار خطبہ عید الفطر میں حقیقی عید کا جو تصوّر، عید کی جس لذّت کا ذکر کیا ہے۔ اس پر بحمد اللہ اسی روز مثالی عمل ہؤا۔ حضور نے اپنے ارشاد میں فرمایا جنہوں نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں تمہیں زخم پہنچائے، تمہیں لُوٹا، تمہاری خدمت اور ہمدردی کے جذبہ کو ان کا یہ جذبہ کُند نہ کرے۔ آج حدیث کے مطالعہ کے وقت ایک حدیث سامنے آئی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم پر بے اختیار درود بھیجا۔ اُس رحمۃٌ للعالمین نے شرفِ انسانیت، انسانی ہمدردی کے جذبہ کو کتنی وسعت دی۔ آپ نے کس رنگ میں اپنے متبعین کی تربیت فرمائی۔ وہ جو قومی و ملکی تفاخر کے پجاری تھے۔ جو ہمچو ما دیگرے نیست کا نعرہ بلند کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ تو کس طرح رحیم و رحمان خدا کے مظہر بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کے بارے میں آتا ہے۔ انہوں نے گھر میں ایک بکری ذبح کروائی۔ کسی کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر تشریف لے گئے واپس آئے تو پوچھا۔

اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِى - اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُودِى

کیا اپنے یہودی پڑوسی کے گھر گوشت بھجوایا۔ کیا یہودی پڑوسی کے گھر گوشت کا ہدیہ بھجوایا۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے کہ جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوس کے بارہ میں تاکید فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا وہ میرے رشتہ داروں کی طرح پڑوسی کو بھی میرے مال کا وارث قرار دے گا۔

اللہ اللہ! یہ ہے اسلام کی خدمتِ خلق، رواداری، اور حُسنِ سلوک کی تعلیم۔ یہ تھا اسلامی معاشرہ کہ یہودی پڑوسی بھی اس کی خیر سے حصہ وافر پاتا ہے۔ جب تک اس تعلیم پر عمل نہ ہو گا۔ اسلام کی اشاعت نہ ہو سکے گی۔ اس کا حسین چہرہ نکھر نہ سکے گا۔

شذور الذہب

فرمودات : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کوئی انتقام نہیں لینا

"ہم نے اپنا کوئی انتقام نہیں لینا۔ نہ بددعا کرنی ہے۔ کیونکہ یہ بھی انتقام کا ایک ذریعہ ہے۔ سوائے خیر کی دُعا کے ہمارے مُنہ سے کوئی کلمہ بھی قوم کے لئے نہیں نکلنا چاہیئے۔ وہ جس حد تک زیادتی کرتے چلے جائیں۔ ان کا جو پیمانہ ہے زیادتی کا وہ بھر نے دیں۔ اور چھلکنے دیں۔ لیکن جہاں تک ہماری ذات کا تعلّق ہے۔ ہم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کا دامن پکڑا ہے۔ اور اس دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی اس دامن کو نہیں چھوڑنا۔" (الفضل ۲۶ رجون ۱۹۸۳ء صـ۳)

کامیاب مبلّغ

"احمدی نوجوان اس غلط فہمی کو دل سے نکال دے کہ احمدیّت صرف وقتی جوش کی قربانیوں کا نام ہے۔ احمدی نوجوان اس بات کا خیال ہمیشہ کے لئے دل سے نکال دے کہ احمدیّت صرف نعروں کی طرف بُلاتی ہے اور ہنگاموں کی طرف بلاتی ہے۔ احمدیّت ان دونوں میں سے کسی چیز کا نام نہیں۔ احمدیّت مستقل قربانیوں کا ایک لائحہ عمل ہے۔ اور اس قدر قربانیوں کا لائحہ عمل ہے جو زندگیوں کے اندر انقلاب جانتی ہیں۔ جب تک احمدی وہ انقلاب اپنی زندگی میں پیدا نہیں کرتا۔ وہ آگے انقلاب پیدا کرنے کا اہل ہی نہیں۔ یہ وہ راز ہے جس کو سمجھے بغیر آپ کامیاب مبلّغ نہیں بن سکتے۔" (الفضل ۲۸ رجون ۱۹۸۳ء صـ۱)

ہمارے ہتھیار اَور ہیں

"ہم ان قوموں میں سے نہیں ہیں۔ جو بُزدل ہوتی ہیں۔ اور مقابلے سے پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ ہم ہر چیلنج کا جواب دیں گے (انشاء اللہ) اور ہر حملہ کا سامنا کریں گے۔ لیکن ہمارے ہتھیار اور ہیں۔ اور حق کے مخالفوں کے ہتھیار اَور ہیں۔ اُن کا طرزِ کلام اور ہے۔ ان کی لحن مختلف ہے۔ وہ عناد اور بُغض کی آگ جلانے کے لئے نکلیں گے۔ تو ہم محبّت کے آنسوؤں سے اس آگ کو بُجھائیں گے۔ وہ دُنیا کے تیر چلا کر ہماری چھاتیوں کو برمائیں گے۔ اور ہم رات کو اُٹھ کر گریہ وزاری کے ساتھ دُعاؤں کے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔" (الفضل ۲۹ رجون ۱۹۸۳ء صـ۵)

دُعاؤں کے تیر

"دُنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دُعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کُن ہو گی۔ لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں۔ محلّوں اور میدانوں میں نہیں۔ بلکہ مسجدوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو۔ اور اس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو۔ کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ متیٰ نصر اللہ کا شور بلند کرو۔ خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو۔ اپنے چاک گریبان اپنے ربّ کو دکھاؤ، اور کہو کہ اے خدا ؎

قوم کے ظُلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج　　٭　　شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں۔ اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے۔

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ
اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ
سُنو سُنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔
اے سُننے والو سُنو کہ خدا کی مدد قریب ہے
اَے مجھے پکارنے والو سنو کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔"

(الفضل ۲۹ جون ۱۹۸۳ء صفحہ ۵)

یہ رمضان

"یہ رمضان ہمارے لئے ایک بہت بڑی اور خاص نعمت بن کر آیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ دَور ہے جس میں احمدیّت کے دشمنوں نے اپنے غیظ و غضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دیئے ہیں۔ یہ وہ دَور ہے جس میں احمدیّت کے معاندین ایک پُر امن مُلک میں کھلے بندوں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ احمدیوں کے خلیفہ کو بھی قتل کر دو۔ اور ذلیل و رسوا کر کے ٹکڑے اڑا کے پھینک دو۔ اور اس جماعت کا ایک فرد بھی زندہ باقی نہ رہنے دو۔ اس مُلک میں خون کی ندیاں بہا دو۔ یہاں تک کہ ایک احمدی کا بھی دیکھنے کو نہ ملے۔ یہ تعلیم کُھلی کُھلی دی جا رہی ہے۔

اس موقع پر رمضان المبارک ہمارے لئے اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے آیا ہے۔ رمضان ہمارے لئے یہ پیغام

لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دُعائیں سُنا کرتا تھا۔ لیکن اَور بھی قریب آگیا ہے۔ وہ تم پر رحمت کے ساتھ جُھک رہا ہے۔ دُعائیں سُننے کے سارے دروازے کھُل چکے ہیں۔ تمہاری آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی۔ کوئی ایسی آواز نہیں ہوگی۔ جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔" (الفضل ۲۶ر جون ۱۹۸۳ء صٓ۳)

"مگر مَیں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہوجایا کرتے ہیں۔ اللہ ان کو مرنے نہیں دیا کرتا۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوُا۔ وہ قومیں جو اپنے اندر قربانی کی رُوح پیدا کرلیتی ہیں وہ زندہ رکھی جاتی ہیں۔ اور ہمیشہ کی زندگی پانے والی قومیں بن جاتی ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔"
(الفضل ۲۶ر جون ۱۹۸۳ء صٓ۳)

ہم تبھی زندہ رہیں گے

"عبادت نظامِ جماعت کی غلام نہیں ہوگی بلکہ نظام عبادت کا غلام ہوگا۔ ہم تبھی زندہ رہیں گے جب نظامِ جماعت عبادت کا غلام ہوگا۔ پس مَیں نے ان تمام انجمنوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کے جتنے بھی کارکن ہیں ان کی طرف توجہ کریں۔ ہر انجمن کے سربراہ کا فرض ہے۔ اسی طرح ہر شعبے کے انچارج کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ مرکزی نمائندگان سلسلہ اپنا حق اس رنگ میں ادا کر رہے ہیں کہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ تمام دُنیا کی آنکھیں مرکز کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور مرکز میں بھی جو سلسلہ کے کارکنان ہیں۔ وہ بڑے نمایاں طور پر لوگوں کی نظر کے سامنے نمونہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بداعمالیاں کریں تو ہلاکت کا موجب بن سکتے ہیں۔ اور اگر نیک اعمال کریں تو اُن کی نیکیاں تمام انسانوں کی نیکیوں کے مقابل پر ان کو کئی گُنا زیادہ ثواب پہنچا سکتی ہیں۔

...... ہمیں بھی اپنے گھروں میں یہی اسوہ زندہ کرنا پڑے گا۔ مرد اپنی بیویوں کو نماز کا پابند کریں۔ اور ان سے یہ توقع رکھیں کہ جب وہ خود گھر پر نہ ہوں تو عورتیں اُن کے نائب کے طور پر بچّوں کی نمازوں کی حفاظت کریں گی۔ . . . . . اگر ہم ساری دُنیا میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہوجائیں اور احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز پر اس طرح قائم ہوجائے کہ جہاں باجماعت نماز پڑھی جاسکتی ہے وہاں لازماً باجماعت نماز پڑھی جارہی ہو۔ اور جہاں باجماعت نماز ممکن نہ ہو۔ وہاں انفرادی نماز کا انتظام ہو۔ اس کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔ توجہ کے ساتھ اور سوز و گداز کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس سے اتنی بڑی طاقت پیدا ہوجائے گی کہ ساری دُنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کرسکیں گی۔" (الفضل ۳۰ر جون ۱۹۸۳ء)

مسجد کا داحد حُسن

"ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی مسجد کا واحد حُسن اُس مسجد میں خدا تعالےٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتے والوں کا تقویٰ ہے۔ تقویٰ سے مراد ہے خوفِ خدا۔ خدا کی ناراضگی کا مورد بننے اور اس کی عنایت سے محرومی کا خوف۔" (الفضل ۲۸ر جون ۱۹۸۳ء صٓ۱)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مقالہ مکرم محترم سید عبدالحیٔ صاحب ناظر تصنیف و اشاعت نے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۲ء پر پیش کیا۔ (ادارہ)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جناب صاحب صدر و معزز انصار! میں آپکے سامنے اس مختصر سے وقت میں حضرت خیر البشر۔ سید ولد آدم حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت طیّبہ اور حیات مبارکہ کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔

کسی انسان کی سیرت کو جانچنے اور پرکھنے کے کئی طریقے ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم دیکھیں کہ اس شخص کی تمنّائیں اور آرزوئیں کیا ہیں۔ وہ زندگی کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ خدا کے حضور جب دُعا کرتا ہے تو کن مقاصد کی تکمیل کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کا مطمح نظر کیا ہوتا ہے۔ وہ تضرّع اور ابتہال کی گھڑیوں میں اپنے خدا سے کیا مانگتا ہے؟۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ جب خدا تعالےٰ کے حضور پیش ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس یقین کے ساتھ کہ وہ مالکِ کُل ہے وہ علیٰ کُلِّ شیءٍ قدیر ہے۔ وہی ہے جو انسان کو مصائب سے نجات دے سکتا ہے۔ وہی ہے جو انسان کو مال اور اولاد اور دنیوی جاہ و حشمت عطا کر سکتا ہے۔ تو ایک انسان اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں خدا تعالےٰ سے وہی کچھ مانگتا ہے جس کی اسے تمنّا ہو۔ وہ صحت، تندرستی، لمبی عمر۔ اولاد نرینہ۔ دُنیاوی مال و اسباب۔ زمین۔ جائیداد۔ جاہ و حشمت۔ دولت و عزت کی دُعا کرتا ہے۔ وہ ذاتی دشمنوں پر فتح پانے کی دُعا کرتا ہے۔ وہ اپنے اور اپنی اولاد کے محفوظ مستقبل کے لئے دُعا کرتا ہے ــــ یہ ساری دعائیں خدا سے مانگنا جائز ہیں۔ لیکن اگر آپ کان لگا کر سُنیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم اپنے ربّ سے اپنی تنہائیوں میں کیا مانگتے ہیں۔ تو آپ پر واضح ہو گا کہ خدا تعالیٰ کا یہ محبوب بندہ نہ اپنے لئے مال و دولت کا طالب ہے نہ جاہ و حشمت کا۔ وہ محلّات اور قصور۔ حور و غلمان اور روپے پیسے کی دُعائیں کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے اور اپنی اولاد کی دُنیا سنوارنے کی درخواست کرتا ہے۔ نہ لمبی عمر کی تمنّا کرتا ہے نہ عیش و آرام کی زندگی کی آرزو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی ساری دعائیں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے وقف ہیں۔ وہ اس خدائے غفور الرحیم سے اپنے بندوں کی بخشش کا طالب ہے۔ وہ ان کی فلاح و بہبود کی دُعا کرتا ہے۔ اگر کبھی اپنی ذات کے لئے دُعا کی تو خدا کی خوشنودی کی۔ نیکیوں کی توفیق کی۔ گناہوں سے بچنے کی دُعا کرتا ہے۔ دینِ اسلام کے غلبہ کی دُعا کرتا ہے۔

صبر و رضا اور قناعت کی دُعا کرتا ہے۔

اگر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی زندگی پر اس نکتہ نگاہ سے نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے زمانہ سے بھی پہلے حضور ہفتوں اور مہینوں کا زاد ساتھ لے کر مکّہ مکرمہ سے دُور غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے دل کی ساری کیفیات بیان فرماتے۔ اپنے معاشرہ میں شرک اور ظلم اور جہالت دیکھ کر مخلوقِ خدا کے لئے دل میں جو تڑپ پیدا ہوتی اسے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرکے اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت اور بہبود کے طالب ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے راز و نیاز کی اس کیفیت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ کسی نے بہتر طور پر بیان نہیں کیا۔ حضور فرماتے ہیں :- ؎

جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش ؛ جاں نثارِ خستہ جاناں، بے دلاں را غمگسار
اندر آں وقتے کہ دُنیا پُر ز شرک و کفر بود ؛ ہیچ کس را خوں نشد دل، جز دلِ آں شہریار
ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بُت آگاہ نشد ؛ ایں خبر شُد جانِ احمد را بود از عشق زار
کس چہ می داند کہ ازاں نالہ ہا با شد خبر ؛ کاں شفیع کرد از بہرِ جہاں در کُنجِ غار
من نمی دانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے ؛ کاندر آں غارے در آوازش حزیں و دلفگار
نے ز تاریکی توحّش نے ز تنہائی ہراس ؛ نے ز مُردن غم نہ خوف کژدم و نے بیمِ مار
نعرہ ہا پُر درد می زد از پئے خلقِ خُدا ؛ شُد تضرع کارِ او پیشِ خدا لیل و نہار
سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دُعا ؛ قدسیاں را نیز شد چشم از غمِ آں اشکبار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش ؛ شُد نگاہِ لطفِ حق بر عالَم تاریک و تار

ترجمہ :- خدا کی مخلوق کے لئے اپنی جان فدا کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی فطرت میں تھا۔ آپ خستہ جانوں پر قربان اور بے دلوں کے غمگسار تھے۔ اس زمانہ میں دُنیا شرک و کُفر سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن اس محبوب شہریار کے سوا یہ کفر و شرک دیکھ کر کسی کا دل خون نہ ہُوا۔ کوئی شخص بھی شرک کے خبث اور بُتوں کے رجس سے آگاہ نہ ہُوا۔ اس کی خبر جو عشق سے چور احمد مجتبیٰؐ کی رُوح کو ہی ہوئی۔ کون جان سکتا ہے اور کس کو خبر ہے اس آہ وزاری کی — جو وہ شفیع صلی اللہ علیہ وسلّم غار حرا کی تنہائی میں سارے جہاں کے لئے کرتا تھا۔ حضور فرماتے ہیں :- مَیں نہیں جانتا کہ وہ درد و اندوہ کس درجہ کا تھا جو حضور کو حزین و دلفگار بنا کر اس غار کی تنہائیوں میں لے جاتا تھا۔ جس کی تاریکی سے نہ آپ کو وحشت ہوتی نہ تنہائی سے کوئی خوف و ہراس ہوتا نہ موت کا غم۔ نہ بچھوؤں کا خوف اور نہ سانپ کا ڈر —— خلق خدا کے لئے اس غار میں حضور کی پُر درد آہ و فغاں آسمان تک پہنچتے اور حضور خدا تعالیٰ کی جناب میں نہایت تضرع اور عاجزی سے دن رات دُعائیں فرماتے۔

حتیٰ کہ حضور کے عجز اور دُعا سے آسمان پر ایک شور پڑ گیا۔ اور خود فرشتوں کی آنکھیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے غم سے اشکبار ہوگئیں۔

آخر حضور کی تضرع و ابتہال کو خدا نے سُنا اور بپایۂ قبولیت اسے جگہ دی اور حضور کے عجز ومناجات کے طفیل ہی اللہ تعالیٰ نے اس عالمِ تاریک و تار پر نگاہِ لطف وکرم فرما کر اس کی ہدایت کے سامان فرمائے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی انہی دعاؤں کے نتیجہ میں دُنیا میں وہ روحانی انقلاب برپا ہُوا جس کی مثال مذہبی دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اور جس کے متعلق ماموریِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب برکات الدعا میں فرماتے ہیں:۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہُوا کہ نہ پہلے اُس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچادیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اُس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھمّ صلِّ وسلّم وبارِك علیه و اٰلہٖ بعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحزنہٖ لھٰذہ الامۃ وانزِل عَلَیْہِ انوارَ رَحْمَتِكَ الی الابد۔"

(برکات الدعا صـ)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درود وسلام سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دُعاؤں میں خدا تعالےٰ کے حضور جو ھمّ وغم اور حزن پیش فرمایا۔ وہ ھمّ وغم ذاتی نہ تھے۔ اولاد کے لئے نہ تھے جائیداد کے لئے نہ تھے۔ بلکہ یہ ہمّ وغم اور حزن صرف اور صرف اپنی امّت کے لئے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک شب حضور کی باری میرے ہاں تھی۔ اس تاریکی میں حضور نصف شب کے قریب اُٹھے۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ دیکھوں حضور کہاں جاتے ہیں۔ مَیں حضور کے پیچھے پیچھے ہولی حضور سیدھے قبرستان کی طرف گئے اور وہاں پہنچ کر نوافل پڑھنا شروع کر دیئے۔ قیام اور رکوع کے بعد حضور سجدہ میں گر گئے۔ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ المرحل من البکاء آپ کا سینہ کثرت گریہ وزاری اور آہ وبکا سے یوں تھا جیسے ہانڈی اُبل رہی ہو۔ اور حضور بار بار فرمارہے تھے۔ اللّٰھمّ سَجَدَتْ لَكَ رُوْحِی وَجَنانی ۔ اللّٰھُمَّ سَجَدَتْ لكَ رُوحِی وَجَنانی۔ اَے اللہ! میری رُوح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اور اشکوں کا ایک سیلاب تھا جو آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔ انہی آنسوؤں نے سرزمینِ عرب کے دلوں کی کدورت دھو ڈالی۔ جن صحابہ نے حضور کی ان دُعاؤں سے فیض پایا اور حضور کے انفاسِ قدسیہ سے تربیت یافتہ ہوئے۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں :-

ترکوا الغبوق وبدّلوا من ذوقہ ؎ ذوق الدعاء بلیلۃ الاحزانٖ

ان صحابہ کرام نے شراب کی شبینہ محفلیں چھوڑ دیں اور اس کے بدلے غمناک راتوں میں خدا تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دُعائیں کرنے کا ذوق اپنا لیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے بعد ۲۳ سال کے عرصہ کے دن اور رات کا ایک ایک لمحہ حضور کا نمازوں اور دُعاؤں اور سجدوں میں گزرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فراتی ہیں کہ شعبان کی ایک رات حضور تہجد پڑھتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اور سجدہ اتنا طویل ہُوا کہ مجھے یہ خیال ہُوا کہ حضور (معاذ اللہ) سجدے میں وفات ہی نہ پا گئے ہوں۔ مَیں بے چینی سے اٹھی۔ قریب گئی تو سُنا حضور فرمارہے تھے۔ اللّٰھمّ انّك عَفوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنّیْ۔ اَے اللہ! تو خود بھی بہت عفو فرمانے والا ہے۔ اور عفو کو پسند کرتا ہے۔ مجھ سے عفو کا سلوک فرما۔

یہ تقویٰ کا انتہائی مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جیسا معصُوم خدا سے راتوں کی تنہائی میں اگر کچھ مانگتا ہے تو اس کا عفو، اس کی محبّت۔ حضور ساری ساری رات تہجد میں کھڑے رہتے حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ آپ کی پنڈلیوں میں ورم ہو جاتا۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دریافت کیا کہ حضور ایسا کیوں کرتے ہیں۔ حضور کی تو اگلی پچھلی خطائیں اللہ تعالےٰ نے معاف فرمائی ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا (بخاری کتاب التہجد) کیا مَیں اپنے ربّ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اللہ تعالیٰ کی محبّت اور خوشنودی اور قرب آپ سے زیادہ کس فرد بشر کو حاصل تھی۔ لیکن اس کے باوجود حضور اکثر یہی دُعا فرماتے تھے اللّٰھمّ ارزقنی حبّكَ وَحبَّ من احبّكَ وَحُبَّ مایقرّبنی الیكَ و اجعل حبّكَ احبّ الیّ من الماءِ البارد۔ اَے اللہ مجھے اپنی محبّت عطا فرما اور ان کی محبّت بھی جو تیرے عاشق ہیں۔ اور ان اعمال کی محبت عطا فرما جن کے کرنے سے مجھے تیرا قرب حاصل ہو۔ اور اے اللہ اپنی محبّت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ مجھے محبوب کر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اکثر یہ دُعا فرمایا کرتے تھے :-

(۱) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنّیْ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَئِیْ وَعَمَدِیْ وَھَزْلِیْ وَجِدّیْ وَ کُلَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ۔ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

اَے میرے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرے کاموں میں میرا اسراف معاف فرما۔ اور ان باتوں

کو بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے میرے اللہ! میری دانستہ اور نادانستہ ۔۔۔ میری سنجیدہ اور میری ناسنجیدہ۔ ہر قسم کی لغزشوں کو معاف فرما۔ اے میرے اللہ! جو پوشیدہ اور غیر پوشیدہ خطائیں مجھ سے ماضی میں سرزد ہو گئیں یا آئندہ سرزد ہوں گی ان سے درگذر فرما۔ الٰہی تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ اور تو ہر ایک عمل پر قادر ہے۔

حضور نماز کے آخر میں عموماً یہ دُعا بھی پڑھتے تھے:۔

(۲)۔ اَللّٰھُمَّ اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تحول بَیْنَنَا وَ بَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا یُهَوِّنُ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا ۔

اے میرے اللہ! ہمیں اپنی وہ خشیت عطا فرما جو ہمیں گناہوں سے روک دے۔ اور اپنی وہ فرمانبرداری عطا فرما جس کے ذریعہ سے تو ہمیں اپنی جنّت میں پہنچا دے ۔۔۔ اور وہ یقین عطا کر جو دُنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان کر دے۔ اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہمارے کان۔ آنکھ اور دوسری قوتیں سلامت رہیں اور ہماری آئندہ نسلیں بھی تیری ان عنایات کی مستحق ٹھہریں۔ جو ہم پر ظلم کرے تو ہماری طرف سے تو ہی ان سے انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی کریں۔ ان کے خلاف ہماری مدد فرما ۔۔۔ ہمارے دین کے بارہ میں ہم پر کوئی مصیبت نہ ڈال اور دُنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد اور ہمارے علم کی انتہا نہ بنا۔ اور ہم پر کوئی ایسا شخص مسلّط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

یہ دُعا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۷۵ء کے سالانہ جلسہ کے افتتاح کے موقع پر دہرائی تھی اور زمانہ نے جلد ہی اس دُعا کی قبولیت کا قہری نشان بھی دیکھ لیا تھا۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاكَ حَتّٰی کَاَنِّیْ اَرَاكَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ وَخِرْلِیْ فِیْ قَضَائِكَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ قَدْرِكَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ ۔ وَاجْعَلْ غِنَایَ فِیْ نَفْسِیْ وَاَمْتِعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ

عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِی وَارِنِی فِیہِ ثَأْرِی وَاَقِرَّ بِذٰلِکَ عَیْنِی۔

اَے میرے اللہ! مجھے اپنی ایسی خشیت عطا فرما گویا کہ مَیں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے تقویٰ کی سعادت بخش۔ مَیں تیری نافرمانی کرکے بدبخت نہ بنوں اور تیری جناب میں جو بہتر تقدیر ہے وہ میرے لئے مقدر فرما۔ اور اپنی تقدیر میں میرے لئے خیر و برکت رکھ دے۔ یہاں تک کہ یہ میری عادت بن جائے کہ مَیں اس معاملہ میں جلدی نہ چاہوں جس میں تو نے تاخیر رکھ دی ہو اور نہ اس امر میں تاخیر چاہوں جسے تو نے جلد کرنا پسند فرمایا ہو۔ اَے اللہ! مجھے استغنائے نفس عطا فرما اور میری سماعت اور بصارتِ جسمانی و روحانی سے مجھے بھی متمتع فرما اور میری اگلی نسل کو بھی جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف تُو میری نصرت فرما۔ اور جو بدلہ تو اُس سے لے وہ مجھے بھی دکھا دے اور اس طرح میری آنکھ کو ٹھنڈک عطا فرما۔

مشکلات کی گھڑیوں میں حضور اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت عاجزی سے عرض کرتے :۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الحلیمُ الکریمُ سبحان اللّٰہِ ربِّ العرشِ العَظِیم وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالَمِین۔ اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مُوْجِباتِ رحمتِکَ وعزائِمَ مَغْفِرَتِکَ والغَنِیمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ والسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِی ذَنبًا اِلَّا غَفَرْتَہ وَلا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہ وَلاحَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھا یا اَرحَمَ الرَّاحِمِین۔

اَے اللہ! مَیں تجھ سے تیری رحمت کے موجبات۔ تیری مغفرت کا عزم۔ ہر نیکی کے کرنے کی توفیق اور ہر گناہ سے بچنے کی ہمّت مانگتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! میرا کوئی گناہ نہ رہے جسے تو معاف نہ کرے۔ کوئی غم نہ ہو جسے تو دُور نہ فرمائے۔ اور میری کوئی ایسی حاجت نہ ہو جو تیری رضا کے خلاف نہ جاتی ہو، ایسی نہ رہے جسے تو پورا نہ فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے خدا سے یوں بھی التجا کی :۔

"اللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِی مِنَ النِفاقِ وَعَمَلی مِنَ الرِیاءِ ولِسانی مِنَ الکَذِبِ وَعَیْنِی مِنَ الخِیَانَۃِ فانَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُن وما تُخْفِی الصُّدور۔

اَے میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے۔ میرے عمل کو ریاء سے۔ میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما۔ تُو آنکھ کی خیانت اور دل کی مخفی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو یہ دُعا فرماتے :۔

اللّٰھمّ اجْعَلْ فِی قَلْبِی نورًا و فِی لسَانِی نُورًا و فِی بَصَرِی نُورًا و فِی سَمْعِی نورًا وعَنْ یَمِینی نُورًا وعَنْ یَسَارِی نورًا و مَنْ فَوْقِی نُورًا و من تحتی نورًا ومِنْ امامی نورًا و من خَلْفِیْ نُورًا واَجْعَلْ لِی فِی نفسی نورًا و اعْظِمْ لِی نورًا۔

اَے میرے اللہ! میرے دل کو اپنے نُور سے بھر دے۔ میری زبان کو حسنِ بیان عطا فرما۔ میری آنکھوں کو نُورِ بصیرت اور نُورِ بصارت دے۔ اور مجھے حسنِ سماع کی توفیق عطا کر دے۔ میرے دائیں۔ میرے بائیں۔ میرے اُوپر۔ میرے نیچے نُور ہی نُور پیدا کر۔ میرے آگے اور میرے پیچھے نُور ہی نُور ہو۔ میری رُوح کی گہرائیوں میں تیرا نُور ہی موجزن رہے۔

اُمّت کے لئے یہ دُعا فرماتے تھے :۔

اَللّٰھمَّ مَنْ اٰمَنَ بِكَ وشَھِدَ اَنِّیْ رسولُكَ فَحَبِّبْ اِلَیْہِ لِقاءَ كَ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ قَضاءَكَ واَقْلِلْ لَہُ مِنَ الدُّنیا۔ وَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِكَ وَیَشْھَدْ اِنّی رسُولُكَ فلاَ تُحَبِّبْ اِلَیْہِ لِقاءَكَ ولا تُسَھِّلْ علیہ قَضاءَكَ و كَثِّرْ لَہٗ مِنَ الدُّنیا۔

اَے میرے اللہ! جو شخص تجھ پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ مَیں تیرا رسول ہوں تو تُو اپنا لقا اس کی نظر میں محبوب کر دے اور اسے راضی بقضا رکھ۔ اور اسے قناعتِ نفس عطا کر۔

حضور کی یہ دُعائیں ایک حسین مرقّع ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ پر گواہ ہیں کہ حضورؐ نے اپنی ان دُعاؤں میں کبھی اپنی اولاد کی خوش حالی اپنے عزیز و اقارب کی حاجت براری۔ اور دُنیوی مال و دولت کی طلب نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے اگر کچھ مانگا تو اللہ تعالیٰ کی محبت۔ نُورِ ایمان۔ توفیقِ عملِ صالح۔ صبر و رضا کی توفیق اور شرک کی بیخ کنی اور اسلام کا غلبہ۔ اور بزبان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ـــــ وآنچہ می خواہم از تو نیز توئی ـــــ خدا سے اسی کے حصول کی التجا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فارسی کلام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی متابعت میں ایسی ہی دُعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور فرمائی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں :۔

اَے خداوندِ من گناہم بخش ؛ سُوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل وجانم ؛ پاک کن از گناہِ پنہانم
دل ستانی و دل ربائی کُن ؛ بہ نگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی ؛ وآنچہ می خواہم از تو نیز توئی

جن کے متعلق کبھی وہم بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ کسی قسم کی نمائش یا ریاء کاری سے کام لیں گے۔ انہوں نے مقدمات کے سلسلہ میں اگر قانونی مشورہ کے ماتحت اپنے بیان کو تبدیل کرنے کی ضرورت سمجھی تو بلا تأمل بدل دیا۔ لیکن مَیں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ مَیں اُن کے ایک مقدمہ میں وکیل تھا۔ (یہ مقدمہ ہنری مارٹن کلارک والا مقدمۂ قتل تھا۔ ناقل)۔ اس مقدمہ میں مَیں نے اُن کے لئے ایک قانونی بیان تجویز کیا اور اُن کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اسے پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے۔ مَیں نے کہا کہ "ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا اور قانوناً اُسے اجازت ہے کہ جو چاہے بیان کرے۔" اس پر آپ نے فرمایا "قانون نے تو اُسے یہ اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے اور نہ قانون ہی کا یہ منشا ہے۔ پس مَیں کبھی ایسے بیان کے لئے آمادہ نہیں ہوں جس میں واقعات کے خلاف ہو۔ صحیح صحیح اَمر پیش کروں گا۔" مولوی صاحب کہتے تھے کہ مَیں نے کہا کہ "آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں۔" انہوں نے فرمایا "جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ مَیں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اُٹھانے کے لئے اپنے خدا کو ناراض کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔" مولوی فضل الدین صاحب کہتے تھے کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے ایسے جوش سے بیان کیں کہ ان کے چہرہ پر ایک خاص قسم کا جلال اور جوش تھا۔ مَیں نے یہ سُن کر کہا کہ پھر آپ کو میری وکالت سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ "مَیں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہوگا یا کسی اور شخص کی کوشش سے فائدہ ہوگا۔ اور نہ مَیں سمجھتا ہوں کہ کسی کی مخالفت مجھے تباہ کر سکتی ہے۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کو وکیل اس لئے کیا ہے کہ رعایت اسباب ادب کا طریق ہے۔ اور مَیں چونکہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے کام میں دیانتدار ہیں۔ اس لئے آپ کو مقرر کیا ہے۔"

مولوی فضل دین صاحب کہتے تھے کہ مَیں نے پھر کہا کہ مَیں تو یہی بیان تجویز کرتا ہوں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ "نہیں جو بیان مَیں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پرواہ ہوکر وہی داخل کرو۔ اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے۔ اور مَیں پُورے یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کے قانونی بیان سے وہ زیادہ مؤثر ہوگا اور جس نتیجہ کا آپ کو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوگا۔ بلکہ انجام انشاء اللہ بخیر ہوگا۔ اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ دُنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہو۔ یعنی مجھے سزا ہو جاوے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مَیں اس وقت اس لئے خوش ہوں گا کہ مَیں نے اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کی۔" ...... غرضیکہ مولوی فضل دین صاحب نے بڑے جوش اور اخلاص سے اسی طرح پر مرزا صاحب کا ڈیفنس پیش کیا اور کہا کہ مرزا صاحب نے پھر قلم برداشتہ اپنا بیان لکھ دیا اور خدا کی عجیب قدرت ہے کہ جیسا کہ وہ کہتے تھے اُسی بیان پر وہ بَری ہو گئے۔ مولوی فضل دین

صاحب نے ان کی راستبازی اور راست گوئی کے لئے ہر قسم کی مصیبت کو قبول کر لینے کی جرأت اور بہادری کا ذکر کر کے حاضرینِ مجلس پر ایک کیف آور حالت پیدا کر دی۔ اس پر بعض نے کہا کہ آپ پھر مُرید کیوں نہیں ہو جاتے تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا ذاتی فعل ہے اور تمہیں یہ حق نہیں کہ سوال کرو۔ میں انہیں ایک کامل راستباز یقین کرتا ہوں۔ کہ میرے دل میں اُن کی بہت بڑی عظمت ہے۔"

تیسرا واقعہ ایک بہت ہی مشہور واقعہ ہے کہ جو مسجد مبارک قادیان میں وقوع پذیر ہُوا۔ حضرت اقدس مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور حضور کے ایک غریب صحابی میاں نظام الدین حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ میاں نظام الدین بہت ہی غریب اور مسکین آدمی تھے۔ اُن کی غربت اور مسکینی اُن کے پھٹے پُرانے کپڑوں اور چہرہ سے عیاں تھی۔ اسی دوران چند لوگ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے آتے گئے اور حضور کے ساتھ بیٹھتے چلے گئے اور غریب میاں نظام الدین پیچھے ہٹتے چلے گئے حتّٰی کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک جا پہنچے۔ حضور خاموشی سے یہ نظارہ دیکھتے رہے لیکن سردست زبان سے کچھ نہ بولے۔

اتنے میں کھانا آگیا اور سب کے سامنے رکھا گیا۔ حضور اس وقت اپنی جگہ سے اُٹھے ایک پیالہ شوربا کا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس پر دو روٹیاں رکھیں اور فرمایا " آیئے میاں نظام الدین صاحب ہم اور آپ اندر بیٹھ کر روٹی کھاتے ہیں چنانچہ حضور اور میاں نظام الدین صاحب نے اکٹھے ایک پیالے میں ساتھ والی کوٹھڑی کے اندر کھانا کھایا۔

اللہ اللہ مسیح پاک کا اندازِ اصلاح کتنا دلکش اور حسین ہے۔ اور دلداری اور دلنوازی کا کیسا قابلِ رشک نمونہ ہے۔ چند لوگوں سے کبر و غرور کی ایک غلطی سرزد ہوتی ہے اور ایک غریب آدمی کی دل شکنی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ حضور کو جہاں ایک فریق کے کبر و غرور پر اس کی سرزنش اور اصلاح مقصود ہے۔ وہاں دوسرے کی حوصلہ افزائی اور دلداری بھی مطلوب ہے۔ حضور نے اپنے عمل سے دونو مقصد حاصل کئے۔ حضور کے اس فعل سے یقیناً میاں نظام دین کی تمام رنجشیں اور کلفتیں کافور ہوگئی ہوں گی۔ اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والوں کو ایک نہ فراموش ہونے والا سبق مل گیا ہوگا۔ (بحوالہ مضامینِ مظہر صـ۲۰)

۳۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مہمان نوازی

اللہ تعالیٰ کے مامور اوّل درجہ کے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کے متعلق لکھا ہے کہ جب اُن کے پاس مہمان آئے تو " فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ " یعنی اِدھر مہمان آپ کے گھر پہنچے اور اُدھر آپ نے اُن سے پوچھے بغیر ایک بھنا ہُوا بچھڑا اُن کے سامنے لا رکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب پہلی وحی وصول کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِي تو حضور کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو جن الفاظ میں تسلّی دی اُن میں آپ فرماتی ہیں كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا فَاِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ ..... گویا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا خلق مہمان نوازی

اے میرے خداوند میرے گناہ بخش اور اپنی درگاہ کی طرف مجھے راستہ عطا فرما۔ میرے دل اور جان کو نور عطا کر۔ میرے پوشیدہ گناہوں سے بھی مجھے پاک فرما۔ اپنی شانِ محبوبیت اور شانِ دلربائی کا جلوہ فرماتے ہوئے ایک نگاہ سے میری گرہ کشائی فرما۔ حضور فرماتے ہیں۔

دونوں جہانوں میں صرف تیری ذات مجھے عزیز ہے۔ مَیں تجھ سے یہی دُعا کرتا ہوں کہ مجھے اپنا قرب عطا کر۔ یعنی واغننی بفضلك عمن سواك

سجدہِ قرآن کی دُعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔　　(ترمذی ابواب الدعوات)

ترجمہ:۔ اے اللہ مَیں تیرے حضور سجدہ ریز ہُوا۔ تجھ پر ایمان لایا۔ اور تیرے سپرد اپنے آپ کو کردیا۔ میرا چہرہ اس ذات کے لئے جُھک گیا جس نے اُسے پیدا کیا۔ اُسے شنوائی اور بینائی عطا کی۔ مبارک ہے اللہ۔ وہ بہت اچھا خالق ہے۔

چاند دیکھنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ　　(ترمذی ابواب الدعوات)

اے یہ چاند ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کا طلوع ہو۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

ھلال خیر و رشد کے بھی الفاظ شروع میں آئے ہیں۔

دودھ پینے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ۔　　(ترمذی ابواب الدعوات)

اَے اللہ اِسی میں برکت عطا فرما۔ اور مزید عطا فرما۔

تعمیر ہو رہی ہے تخریبِ آشیاں سے

سلیم شاہجہان پوری

روز اِک نئی مصیبت آتی ہے آسماں سے ؛ کب عاشقانِ صادق بچتے ہیں امتحاں سے
مانوس ہو چکے ہیں اس سعی رائیگاں سے ؛ ملتی ہے کس کو فرصت اندیشۂ زیاں سے
ہوں مطمئن قفس میں کیا رشتہ آشیاں سے ؛ اَب یاد بھی نہیں ہے آیا تھا میں کہاں سے
تقدیسِ بال و پر سے ممکن تھا طوفِ کعبہ ؛ پرواز کی وہ جرأت لاؤں میں اَب کہاں سے
کردار اور عمل سے بنتی ہے زندگانی ؛ کیا فائدہ وگرنہ احساسِ رائیگاں سے
اکثر بھٹک گیا ہوں، مَیں منزلِ وفا میں ؛ اُٹھ اُٹھ گئے ہیں اکثر وہ میرے درمیاں سے
لایا ہے رنگ اپنا یہ ذوقِ جبّہ سائی ؛ اَب مجھکو ہے عقیدت ہر سنگِ آستاں سے
دُنیائے رنگ و بُو میں دلبستگی ہے ایسی ؛ بھرتی نہیں طبیعت گلگشتِ رائیگاں سے
دل مٹ گیا تو منزل آسان ہو گئی ہے ؛ بیٹھے ہوئے ہیں فارغ اندیشۂ زیاں سے
ڈرتا ہوں مٹ نہ جائے یہ ذوقِ رہ نوردی ؛ لڑ کر جُدا ہُوا ہوں ہر میرِ کارواں سے
مٹتی ہیں آرزوئیں بنتا ہے خانۂ دل ؛ تعمیر ہو رہی ہے تخریبِ آشیاں سے

کچھ فکرِ آخرت بھی کر لے سلیم نادان
آواز آرہی ہے مینارۂ اذاں سے

سیرت حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ مقالہ محترم صوفی محمد اسحٰق صاحب نے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۲ء پر پیش کیا۔ (ادارہ)

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را ؎ گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دینی غیرت

(ا)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرتِ فکر و دین و کثرت تحریر وغیرہ کے باعث دورانِ سر کا عارضہ عموماً ہوتا رہتا تھا چنانچہ اس کے پیشِ نظر دورانِ سر کے ایک ماہر طبیب کو ایک دفعہ قادیان بلایا گیا۔ وہ قادیان آیا۔ اُس نے حضور کا حال سُنا اور سُننے کے بعد کہنے لگا کہ میں آپ کو فوراً اچھا کر دُوں گا۔ لیکن انشاء اللہ وغیرہ بالکل نہ کہا۔ حضور یہ سُنکر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور کہلا بھیجا کہ اس کا خرچ اور فیس دے کر اسے واپس بھجوا دیا جائے۔ کیونکہ ہم کسی ایسے شخص سے اپنا علاج نہیں کروا سکتے جو خدائی کا دعویدار ہو۔ سبحان اللہ خدا تعالےٰ کے لئے حضور کے دل میں کس قدر غیرت ہے کہ ایک آدمی کو خاص طور پر اپنی بیماری کے لئے دُور سے منگواتے ہیں لیکن جونہی اُس کے مُنہ سے مشرکانہ کلمات نکلتے ہیں حضور اپنی بیماری کو بالکل بھُول جاتے ہیں۔ لیکن شرک کو برداشت نہیں کر سکتے اور اُسے بمعہ فیس واپس بھجوا دیتے ہیں۔

(ب) حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دل میں جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق بے پناہ غیرت تھی وہاں حضور کا قلبِ مُطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے لئے بھی بے حد غیرت رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فیروز پور سے قادیان کو آرہے تھے...... میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔ وہاں آپ نے از راہِ کرم فرمایا کہ تم ملازم تو ہو ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ آپ نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوئے۔ اس وقت وہاں ایک چبوترا بنا ہُوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جو اِن ایّام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں مصروف تھا۔ جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ وہاں ہی غالباً کام کرتا تھا۔ مجھ سے اُس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اُس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہُوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ اُس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کیا مگر حضرت

نے یونہی سر اُٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا شاید سُنا نہیں۔ اُس نے پھر سلام کیا۔ حضرت بدستور استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ مَیں اس کا سلام لُوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔"

(بحوالہ سیرۃ طیبہ مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب مربی مرحوم ص۲۲۱-۲۲۲)

۲۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ بطور معلّمِ اخلاق

فرستادہ بارگاہ جہاں خود صاحبِ خُلقِ عظیم ہوتا ہے۔ وہاں وہ معلّمِ اخلاق بھی ہوتا ہے۔ اس ضمن میں چند واقعات پیشِ خدمت ہیں :۔

پہلا واقعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے مُلک بھر میں پھر کر دو سو علماء سے حضور کے خلاف فتویٰ کرایا۔ پھر یہ وہی شخص ہے جس نے بابانگِ بلند یہ دعویٰ کیا کہ مَیں نے ہی اس شخص (یعنی حضرت اقدس) کو اونچا کیا تھا اور مَیں ہی اسے گراؤں گا۔ اِس شخص کو ہر وقت کسی موقع کی تلاش تھی کہ جس سے وہ حضرت اقدس کو کسی نہ کسی رنگ میں کوئی زک پہنچا سکے۔ چنانچہ مارٹن کلارک والے مقدمہ میں اس نے عیسائیوں کی طرف سے حضرت اقدس کے خلاف شہادت دی۔ اس مقدمہ میں حضرت اقدس کے وکیل نے اس پر ایک ایسا سوال کرنا چاہا جس سے اس شخص کی ساری عزت یقیناً خاک میں مِل جاتی۔ لیکن حضور کا اخلاق ملاحظہ ہو کہ حضور نے بڑی سختی سے ایسا سوال کرنے سے اپنے وکیل کو روک دیا اور وکیل سٹ پٹا کر رہ گیا۔

دوسرا واقعہ شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم مربی سلسلہ اپنی تصنیف حیاۃ طیبہ کے ص۲۳۲-۲۳۳ پر لکھتے ہیں کہ :۔

" لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار "ہندوستان ودیش" نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر اخبار الحکم سے بیان کیا۔ کہ "مَیں جناب مرزا صاحب کو مہاپُرش اور رُوحانی آدمی ہونے کے لحاظ سے بہت بڑے مرتبہ کا انسان مانتا ہوں ...... اور میرا یہ عقیدہ ان کے متعلق ایک واقعہ سے ہُوا۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء کے مکان پر اکثر دوستوں کا اجتماع شام کو ہُوا کرتا تھا۔ مَیں بھی وہاں چلا جاتا تھا۔ ایک روز وہاں کچھ احباب جمع تھے۔ اتفاق سے مرزا صاحب کا ذکر آگیا۔ ایک شخص نے اُن کی مخالفت شروع کی۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ وہ شرافت اور اخلاق کے پہلو سے گری ہوئی تھی۔ مولوی فضل دین صاحب مرحوم وکیل چیف کورٹ پنجاب کو یہ سُن کر جوش آگیا اور انہوں نے بڑے جذبہ سے کہا کہ مَیں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ اُن کے دعاوی پر میرا یقین نہیں۔ اس کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا مَیں قائل ہوں۔ مَیں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگ مقدمات کے سِلسلہ میں میرے پاس آتے ہیں۔ بڑے بڑے نیک نفس آدمی

بیان کرتی ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا تھا۔ حضور کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوا گرمیوں کا موسم تھا۔ میں نے گھڑوں کی طرف نظر اٹھائی حضور نے فرمایا آپ کو پیاس لگی ہے۔ یہ کہہ کر حضور بالاخانہ سے نیچے تشریف لے گئے اور پانی کا گلاس لائے پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے۔ مجھے یاد آیا۔ یہ کہہ کر پھر نیچے تشریف لے گئے اور ۲ دو بوتلیں شربت کی لائے۔ فرمایا یہ ہمیں تحفہ میں آئی تھیں اور ہم نے نیّت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلائیں گے۔ اب آپ کے آنے پر مجھے وہ بات یاد آئی۔ یہ فرما کر شربت کا گلاس بنا کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ حضور اس میں سے کچھ پی لیں۔ حضور نے ایک گھونٹ پی لیا۔ پھر فرمایا اچھا ایک بوتل آپ لے لیں۔ اور ایک بوتل باقی دوستوں کو پلائیں۔ راوی کہتا ہے کہ ان دو بوتلوں میں سے حضور نے بس وہی ایک گھونٹ شربت کا پیا۔ اللہ اللہ کیا بے نفسی، للّٰہیت، ایثار، دوست پروری اور مہمان نوازی ہے۔ مجھے اس موقع پر عرب کے مشہور شاعر جریر کا ایک شعر یاد آیا ہے۔ وہ کہتا ہے

اُولٰئِكَ اٰبَائِی فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهَا ٭ إِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعُ

۴۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ کی سادگی اور بے تکلّفی

سادگی اور بے تکلّفی بھی مامورین کا ایک خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو یہ اعلان کرنے کا ارشاد قرآن کریم میں فرمایا کہہ دو مَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ حضور ایک دفعہ مسجد میں ایک کھردری سی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کو وہاں ہی نیند آ گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت علیؓ وہاں تشریف لائے اور دیکھا کہ حضور کے جسم مبارک پر اُس چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو جگایا اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو اس چٹائی پر سونے سے تکلیف ہوئی ہو گی۔ کیونکہ یہ تو آپؐ کے جسم میں چُبھ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یَا عَلِیُّ اِنَّهَا نُبُوَّةٌ لَيْسَتْ كِسْرَوِيَّةٌ۔ یعنی اے علی یہ نبوّت ہے شہنشاہیت تو نہیں ہے — یہی سادگی اور بے تکلّفی حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ساری عمر شعار رہا۔ ایک دفعہ سخت گرمیوں کے موسم میں حضور سے کسی صحابی نے عرض کی حضور گرمی بڑی سخت ہے۔ حضور کسی پہاڑ پر تشریف لے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔

شیخ محمد احمد صاحب مظہر روایت کرتے ہیں کہ — ابتدائی ایّام کا ذکر ہے کہ حضور کے ایک مخلص صحابی منشی روڑا صاحب نے حضور سے عرض کیا کہ حضور ہم تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کبھی حضور بھی ہمارے ہاں تشریف لائیں فرمایا بہت اچھا۔ اس بات پر کچھ عرصہ گزر گیا۔ ایک دن ایسا ہُوا کہ یکّہ خانہ والی مسجد کا مُلّا منشی روڑا صاحب کے پاس کچہری میں آیا اور اُن سے کہا کہ مرزا صاحب مسجد میں موجود ہیں اور آپ کو بلاتے ہیں۔ منشی صاحب نے اسے مذاق سمجھا اور ٹھیٹھ پنجابی میں کہا: "او تیری مسیت ایہوہ جہی ہوگئی اے کہ ساڈے حضرت صاحب نے اوتھے اَوناں سی۔" والد صاحب (یعنی حضرت منشی ظفر احمد صاحب) نے کہا کہ چل کر دیکھنا تو چاہیئے چنانچہ اس مسجد میں پہنچ کر دیکھا کہ حضور صف پر بیٹھے ہیں۔ حافظ حامد علی صاحب حضور کے پاؤں دبا رہے ہیں اور ایک چمچہ اور پیالہ پاس پڑا ہے جس سے ظاہر ہے کہ حضور نے ڈبل روٹی اور دُودھ منگوا کر کھایا ہے۔ منشی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس طرح آنا تھا۔ ہمیں اطلاع فرماتے۔ ہم حضور کے شایانِ شان استقبال کا انتظام کرتے۔ فرمایا تکلّف کی کیا ضرورت تھی۔ ہم نے وعدہ کیا تھا ہم آ گئے۔ پھر اسی مسجد سے حضور کے خادم حضور کو ہمراہ لے گئے ٭

شمع احمدیت کے پروانے

مکرم ملک محمد شریف صاحب راولپنڈی

جب اللہ تعالیٰ کا کوئی محبوب بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندہ کی تائید میں کمربستہ ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے انسانوں کو تحریک کرتے ہیں کہ میرے اس بندے پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اقدس کو حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرو۔ تو ساتھ ہی آپ کو یہ تسلی دی کہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

ان میں سے چند کے حالات قارئین کی خاطر قلمبند کرنے کی توفیق پا رہا ہوں۔

(۱)

حضرت منشی اروڑے خان صاحب۔

آپ ان چند فدائی بزرگوں میں سے تھے جو دُنیا کی لذّات سے بے نیاز ہو کر اور اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دیارِ حبیب میں دھونی رما کر بیٹھ گئے تھے۔ اور حضرت اقدس کے انتہائی عشّاق میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ بڑے ہی مخلص اور بے لوث بزرگ تھے۔ مسجد مبارک سے بہشتی مقبرہ کو جاتے ہوئے مدرسہ احمدیہ قادیان کے دفتر کے پاس ایک نہایت چھوٹی سی معمولی طرز کی ایک کوٹھری تھی۔ اس میں کوئی ستر برس کی عمر کا ایک بزرگ تہبند باندھے۔ کُرتہ کندوں پر ڈالے، عینک لگائے قرآن شریف لئے بیٹھا رہتا تھا۔ گوری رنگت، سفید داڑھی، بڑی بڑی آنکھیں، نظر قرآن پر ہوتی تھی۔ آواز میں غنغناہیت تھی۔ مکان کا نقشہ یہ تھا کہ صرف ایک چارپائی بچھی ہوتی تھی۔ اس پر بستر تھا۔ ایک گوشہ میں اُپلے پڑے ہوتے تھے۔ سامنے چولہا ہوتا تھا اور چولہے کے پاس راکھ کا ڈھیر۔ کوٹھری کا فرش گرد آلودگی کی حد سے گذر چکا ہوتا تھا۔ کوٹھری کے ایک گوشہ میں ایک گز چوڑا ڈیڑھ گز لمبا ایک چبوترا سا تھا۔ جس پر بے قرینہ اور بے ترتیب مٹی کے چند برتن پڑے رہتے تھے جن میں متفرق اشیاء ہوتی تھیں۔ چولہے پر سالن یا چائے کی دیگچی چڑھی رہتی تھی۔ کوٹھری میں ہر وقت دھواں بھرا رہتا تھا۔ یہ بزرگ ایسی حالت میں برابر بیٹھا رہتا تھا۔ نہ دھوئیں کا فکر تھا اور نہ اندھیرے کی پرواہ۔ اپنے کام میں مگن یعنی ہر وقت تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول رہتا۔ کبھی قرآن مجید کو بند کر کے کبھی کبھی اس دیگچی کو دیکھ لیتا تھا۔

اس کی حالت کو دیکھ کر ایک سطحی نظر کا انسان دھوکہ میں پڑ جاتا تھا کہ جانے کیوں یہ شخص اس بڑھاپے میں اس طرح تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ شاید اس کو کوئی پوچھنے اور دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے۔ مگر اس سے پوچھو تو وہ اس حالت میں ہشاش وبشاش زندگی بسر کر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ یہ میرے آراموں کا کفّارہ ہے۔ عمر بھر عیش و آرام کی زندگی بسر کی قبل اس کے کہ کوئی تلخی آجائے خود ہی تلخی کی زندگی کو اختیار کر لیا ہے۔ کہتا تھا تم جانتے ہو کہ مَیں کیوں یوں رہتا ہوں۔ تم خیال کرتے ہوگے کہ شاید میرا گھر نہیں۔ شاید تمہارے ذہن میں ہو کہ میرا کوئی نہیں۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ میرا گھر ہے اور مَیں نے خدا کے فضل سے بہنوں کو گھر والا کر دیا ہے۔ میرے عزیز بھی ہیں۔ جو مجھ پر اپنی جان نچھاور کرنے کو ہر وقت تیار دکھائی دیتے ہیں۔ میرے ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ میرے لئے قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ لیکن تم سچ سمجھو کہ اس جھونپڑی میں جو کچھ ہے وہ محلوں میں نہیں تھا۔ اس معمولی گاؤں میں جو کچھ مجھے ملتا ہے وہ بڑے بڑے شہروں میں موجود نہیں۔ ان محلوں اور شہروں میں رہ کر مَیں اپنے پیارے اور خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح محمدی سے دُور تھا۔ اَب میں اس کے دروازہ کے سامنے ہوں۔ جانتے ہو مَیں نے یہ دُھونی کیوں رمائی ہے۔ یہ اس کا فراق ہے۔ افسوس وہ تو چلا گیا۔ ہمیں یہیں چھوڑ گیا اور اپنے پیار و محبّت کی ایک چنگاری لگا گیا۔ یہ کہتے ہوئے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ پھر کہتا ایک زمانہ تھا کہ حضرت اقدس بٹالہ میں تھے۔ اتفاق مجھے بھی بٹالہ لے آیا۔ براہین احمدیہ شائع ہو چکی تھی۔ عیسائیوں سے بحث مباحثہ ہوتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عیسائی نے حضرت اقدس سے کہا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور آپ کو غیب کی خبروں سے اطلاع دی جاتی ہے۔ ہم ایک مضمون لکھ کر لفافہ میں بند کر دیتے ہیں۔ آپ اپنے الہام سے یہ مضمون ہمیں بتا دیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہمیں منظور ہے۔ ہم خدا سے دُعا کریں گے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مضمون کے ساتھ الفاظ بھی بتا دے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ پادری صاحبان کو اسلام قبول کرنا ہوگا۔ پادری صاحبان کو یہ بات منظور نہ تھی اور وہ مقابلہ پر نہ آئے۔ حضرت اقدس کا اس جرأت کے ساتھ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونا ہمارے لئے ایک ایسی بات تھی کہ سب سے الگ ہو کے آپ کے پیچھے ہو لئے۔

۱۹۱۷ء کی ہے کہ یہ بزرگ بیمار ہوگئے۔ زیست کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی کوٹھری میں جس میں آپ پڑے تھے۔ آپ کے رشتہ داروں کو خبر ہوئی۔ دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ گھر چلو۔ جواب دیا۔ کہ مَیں تو اس لئے یہاں آیا تھا کہ میرا آخری سفر اس مقدس شہر سے شروع ہو اور اسی مقدس بستی سے کوچ کر کے اپنے محبوب کے پاس حاضر ہو جاؤں۔ تم مجھے گھر لے جاتے ہو۔ وہ وقت جس کی مجھے تمنّا تھی یہی ہے تو مَیں کیسے جا سکتا ہوں۔ نمازوں کے بعد سارا دن تلاوت قرآن پاک میں گزارتے تھے۔ یا حضرت اقدس کے کلام کا ورد۔ اس کے علاوہ اور کوئی شغل نہ تھا۔ پچاس روپیہ ماہوار پنشن کے آتے تھے جس میں سے کچھ اپنے ماہوار خرچ کے لئے رکھ لیتے تھے اور باقی چندہ میں دے دیتے تھے۔ تحدیث بالنعمت کے طور پر کہا کرتے تھے کہ حضرت اقدس کے ساتھ ہر جگہ رہے۔ سوائے دو جگہ کے کہ حضور نے ساتھ جانے سے روک دیا تھا۔ حضرت اقدس نے اپنی مشہور کتاب ازالہ اوہام میں اس مخلص خادم کا ذکر حسبِ ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

" کہ منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں ایک زندہ دل آدمی ہیں سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت

جلد سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجا لاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اس فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عجیب منشرح الصدر اور جان نثار آدمی ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبتِ عشق ہے۔ شاید ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں سے بڑھ کر اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر ایک توفیق سے کوئی خدمت بجا لائیں وہ دل و جان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔"

(ازالہ اوہام ص۷۹۸)

اس فرشتہ خصلت بزرگ کا نام منشی روڑے خان کپورتھلوی (پنشنر تحصیلدار) تھا۔

(۲)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مہمان خانہ کے شمالی و مشرقی گوشہ میں ایک کوٹھڑی تھی جس کے کواڑ کھلے رہتے تھے۔ مگر ایک بانس کی کھڑکی سے عام طور پر دروازہ بند رہتا تھا۔ اس کمرہ میں ایک چارپائی تھی جس پر کپڑے کی بجائے ایک چٹائی بچھی رہتی تھی۔ اس پر ایک افغان وضع کے معمّر بزرگ آلتی پالتی مارے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔ کچھ افغان بوڑھے اور جوان جو اِن دنوں قادیان میں حصول ایمان اور تحصیل تعلیم دین کے لئے آئے ہوئے تھے ان کے ارد گرد جمع رہتے تھے۔ یہ بزرگ کسی کو قرآن شریف ناظرہ پڑھا رہے ہیں کسی کو ترجمہ اور کسی کو حدیث کا سبق پڑھا رہے ہیں اور کسی کو حضرت اقدس کی کوئی کتاب سنا رہے ہیں۔ ان کے دو ہی کام تھے نمازوں کے وقت مسجد اور باقی اوقات اس کوٹھڑی میں بسر کرتے۔ جب تعلیم و تعلّم سے فارغ ہوتے تو خود قرآن شریف یا حضرت اقدس کی کوئی کتاب لے بیٹھتے۔ جب مسجد میں آتے تو خاموش بیٹھے رہتے جب رستہ چلتے تو نظر نیچی اور زبان پر خاموشی طاری رہتی۔ بغیر بلائے نہ بولتے تھے۔ بات پوچھو تو مختصر سا جواب دیتے۔ زیادہ بات کرنے کے عادی نہ تھے۔ شب و روز خاموشی میں کٹتے۔ اگر کوئی ملاقات کی غرض سے اس کوٹھڑی میں جاتا تو اس سے نہایت ہی خندہ پیشانی اور پیار سے ملتے۔ اس سے گفتگو کرتے مگر ضرورت سے زیادہ کوئی بات نہ کہتے۔ اتنی سادگی سے بات کرتے کہ سُننے والا خیال کرتا کہ گویا وہ حضرت اقدس کی اور باتیں جانتے ہی نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کون بزرگ انسان تھے یہ حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید کے شاگرد حضرت سیّد عبدالستار افغانی تھے۔

(۳)

قادیان کتنی مبارک بستی تھی۔ اس مقدس بستی میں کیسے کیسے بزرگ مختلف اطراف سے ہجرت کر کے اس میں بس گئے تھے۔ اور پھر یہیں کے ہو رہے تھے۔ اس بستی کے باہر دُنیاوی نقطۂ نظر سے ان بزرگوں کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ مگر دُنیا کو اور دنیاوی لذّات کو چھوڑ کر دیارِ حبیب میں دین کی خاطر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور ساری عمر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربان کر دی۔

ان بزرگوں میں سے جن کا پہلے ذکر کر آیا ہوں ایک اور بزرگ کا تعارف کرانے کی توفیق پاتا ہوں۔ مسجد اقصیٰ سے جنوب

کی طرف برہمنوں کے مکانات کے پچھواڑے ایک گوشہ میں ایک مکان واقع تھا۔ اس کی زیبائش کی طرف دھیان کرو۔ چند ٹوٹی چٹائیاں بچھی ہیں۔ ایک چٹائی پر ایک بوسیدہ سا کپڑا پڑا رہتا تھا عربی زبان کے مختلف علوم و فنون کی چوٹی کی کتابیں بے ترتیب اوپر تلے گڈ مڈ ہوتی پڑی رہتی تھیں۔ کچھ دوائیوں کی شیشیاں اسی فرش پر اور الماری میں رکھی رہتی تھیں۔ ایک نورانی بزرگ سر جھکائے قلم ہاتھ میں تھامے کاغذ زانوؤں پر دوات دائیں طرف رکھے ہوئے استغراق کے عالم میں بیٹھا رہتا تھا۔ کبھی قلم سے لکھنے لگ جاتا تھا اور لکھنے لکھتے رُک کر قلم کے آخری حصّہ کو دانتوں میں دبا لیتا تھا۔ کبھی کان پہ رکھ لیتا تھا اور کتابوں میں سے کوئی کتاب اٹھا کر ورق گردانی کرنے لگ جاتا تھا۔ ایک مقام پر ٹھہر جاتا تھا اور چہرہ پر کامیابی کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے اور پھر قلم کو سنبھال کر لکھنے میں مصروف ہو جاتا تھا جب کوئی بیمار یا کوئی اور شخص اس کے پاس آتا تو اپنا مشغلہ تحریر چھوڑ کر بیمار کو نسخہ یا دَوا دیتا اور دوسرے ملاقاتی سے محبت و پیار اور اخلاق سے ایسی باتیں کرتا کہ اس کو اپنا بنا لیتا۔ اس کی باتوں میں ایسا کیف اور ایسا سُرور ہوتا کہ سُننے والا ہمہ تن گوش ہو کر محو ہو جاتا۔ اور ہر ایک آنے والے سے خواہ وہ کیسا ہی (ادنیٰ درجہ کا) کیوں نہ ہو۔ ایسی خوش خلقی سے ملتا کہ ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتا۔ اور اس گرمجوشی اور لطف و مدارات سے ملتا کہ ملنے والے کو اپنی نسبت کچھ غلط فہمی ہو جاتی کہ شاید مجھ میں کوئی کمال ہے جو یہ شخص اس احترام سے پیش آیا ہے۔ لیکن اس کی غلط فہمی کسی دوسرے شخص سے مل کر دُور ہو جاتی اور اسے یہ فیصلہ کرنا پڑتا کہ یہ وسعت اخلاق اور لطف و مدارات اس شخص سے مخصوص ہیں۔

ملنے والے حضرت اقدس کے وقت اسے کہا کرتے تھے کہ آپ اس بزمِ قدسی میں زیادہ کیوں نہیں جاتے۔ اس کے جواب میں وہ یہ شعر سُنا دیتا تھا۔ ؎

زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں ٭ دَستے بَرد کشید و دُعا را بہانہ ساخت

کبھی کہتا بابا! میرا ملک اور ہے اور تمہارا اور تم کیا جانو وہ جس کے ساتھ خدا باتیں کرتا ہے ہم کب اس کے اہل ہیں کہ اس کے سامنے بیٹھ جائیں۔

قادیان آنے سے پہلے اس کا ایک شہر میں قیام تھا مخالفت کی یہ کیفیت تھی کہ حاکم تک کا دل صاف نہیں تھا۔ ادنیٰ و اعلیٰ سب نقصان پہنچانے پر تُلے ہوئے تھے۔ ملنے والوں اور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوستوں نے آنکھیں پھیر لیں۔ غریب الوطنی کا عالم تھا۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ کوئی یار تھا نہ کوئی غمگسار۔ در و دیوار مخالفت پر آمادہ نظر آتے تھے۔ فقط خدا تعالےٰ پر توکّل اور خدا کے مسیحِ پاک کا عشق دِل میں موجزن تھا۔ بازاروں میں سے گذرتا تھا تو کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ۔ جتنے مُنہ اتنی باتیں۔ بچّہ بچّہ کی زبان پر تھا "قادیانی کُتّا۔ قادیانی کُتّا"۔ مگر خدا تعالیٰ کا مخلص صابر و شاکر بندہ ان الفاظ کو سُن کر اظہار ملال کیا، فخر کرتا تھا کہ الحمد للہ۔ خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح سے کوئی تعلق تو ہے۔ آوازوں سے گذر کر بعض جگہ اینٹ پتھر تک نوبت جا پہنچی تھی۔ آخر وہ دِن آگئے کہ مصائبِ انتہاء کو پہنچ گئے۔ دُنیاوی حکومت کے بل بوتے پر

غرور کرنے والے ایک شخص کے اشارے پر ایک افسر نے رات کے وقت آکر گھر کو گھیر لیا اور وہ جو کر سکتا تھا۔ اس نے کیا اور اِترا کر اس مردِ حری کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی رعونت سے کہا کہ جاؤ اپنی مدد کے لئے کسی کو بُلا لو تمہیں میرے چنگل سے آزاد کرا دے۔ اس نے خدائے وحدہ لا شریک اور قادر و توانا پر بھروسہ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

اِنَّمَا اَشْکُوا بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰہ

میری نظر انسانوں پر نہیں۔ میرا بھروسہ اس واحد قہار خدا پر ہے جو میری مظلومیت اور تمہارے ظُلم کو اچھی طرح جانتا ہے۔ تم دیکھو گے کہ وہ میری مدد کیسے اور کس طرح کرتا ہے۔ مَیں اس خدا کا ماننے والا ہوں کہ جو مظلوموں کو ظلم سے بچانے کے لئے ہمیشہ اپنی قدرت کے عجائبات دکھاتا چلا آیا ہے۔ زمین باوجود فراخ ہونے کے اس خدا کے عاجز بندے پر تنگ کر دی گئی تھی۔ اس لئے اس نے اس شہر کو چھوڑ دیا۔ وہ جس نے اسے کہا تھا کہ اپنی مدد پر کسی کو بُلا لو۔ موردِ عتابِ الٰہی ہوا اور موت کا شکار ہوا۔ اللہ تعالےٰ کا عذاب اس کے خاندان پر محیط ہو گیا۔ اس کی اولاد بُرے حالوں زندگی بسر کرتی رہی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا مخلص بندہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں آگیا۔ اور دیارِ حبیب میں آخری عمر تک دھونی رمائے بیٹھا رہا۔

حضرت اقدس کا جب ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا کہ مسیح محمدی کی صداقت کے نشانات مجھ سے پوچھو۔ پھر وہ وجد میں آکر بیان کرتا تھا۔ اس کا علم و فضل ایسا تھا کہ حضرت اقدس کی تائید میں ایک کتاب آیتِ خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا۔ اور اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ فرمایا کہ آج تک ہمارے سلسلہ میں کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی۔ وہ فارسی اور عربی زبان کا متبحر عالم تھا۔ فارسی زبان میں وہ علو حاصل تھا کہ حضرت اقدس نے اس کی ایک فارسی نظم سُن کر فرمایا :۔

"کہ ان کا کلام تو فردوسی کے کلام کا نمونہ ہے"

خود کہتا تھا ؎

از مسیح اللہ گشتم فیض یاب ٭ یافتم فردوسیٔ ثانی خطاب

جانتے ہو کہ یہ کُنج تنہائی میں رہنے والا حضرت اقدس مہدی موعود کا شیدائی شمع احمدیت کا پروانہ کون تھا۔ اس کا نام نامی حضرت مولانا عبید اللہ بسمل تھا۔

(۴)

اب ایک اَور فدائی احمدیت اور سرفروش کا ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس بزرگ انسان کو عبد الرحمٰن کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور حضرت سیّد عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کا شاگردِ باوفا تھا۔ اس کو اس کے بزرگ استاد نے حضرت اقدس کی خدمت میں قادیان جانے کا حکم دیا۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن کو اس غرض کے لئے قادیان بھیجا گیا تھا کہ وہ حضرت کے حالات معلوم کر کے حضرت سیّد عبد اللطیف مرحوم کو ان حالات سے آگاہ کرے اور حضرت اقدس کے دیدار سے مشرف ہونے کا فخر

حاصل کرے۔ وہ آیا حضور سے ملا۔ حضور کے فیض سے فیضیاب ہوا۔ اور اپنی نیک فطرت کے باعث دن بدن اخلاص و محبت میں ترقی کرتا چلا گیا اور اپنے ایمان کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا گیا۔ قادیان میں کچھ وقت حضور کے قدموں میں گذار کر آخر اپنے وطن کو واپس روانہ ہوگیا۔ اور تمام حالات سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو باخبر کیا۔ جب واپس وطن پہنچا تو وہ عشق کی چنگاری جس نے اس کے ایمان کو جلا بخشا تھا اس کو اپنے دل میں پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ اور اس نے پسند نہ کیا کہ اس کو چھپائے رکھے۔ وہ ایک بہادر اور نڈر انسان تھا۔ اس نے اپنے ملک میں جان کی بازی لگا دی۔ اور علی الاعلان بازاروں میں کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو! خدا کا مسیح آگیا۔ جس کو قبول کرنا آپ کا فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اور اس کے مقدس رسُول حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہی ارشاد ہے۔ تم ابھی تک آسمانوں کی طرف دیکھ رہے ہو اور وہ سرزمین ہند میں ظاہر ہو چکا ہے۔ آؤ اور اسے قبول کرو کہ تمہاری اسی میں بہتری ہے اور اسی میں خیر ہے۔

اک زماں کے بعد پھر آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ٭ پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

لوگوں کی آنکھیں تو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ وہ آسمان سے حضرت مسیح ناصری اور دمشق کے سفید مینار پر سے اس کو اُترتے دیکھنا چاہتے تھے۔ جو وہ اپنے آباؤ اجداد سے سُنتے آئے تھے۔ جب انہوں نے یہ آواز سُنی کہ مسیح آگیا اور ملک ہند میں آگیا۔ وہ یہ بات کیسے گوارا کر سکتے تھے۔ وہ تو کوئی ایسی بات سُننے کو تیار نہ تھے اور ان کے کبھی وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ مسیح ہندوستان کے مُلک میں آئے گا۔ وہ جوشِ مخالفت میں بھر گئے اور غیض و غضب سے بھر کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور فیصلہ کیا کہ اس شخص کو کچل دیں جو ہمارے عقائد کے خلاف باتیں کرتا ہے۔ کابل میں ایک طوفانِ مخالفت کھڑا ہوگیا اور ہر کس و ناکس مولوی عبدالرحمٰن کے درپہ آزار ہوگیا۔ اس نحیف و ناتواں انسان کے خلاف سازشیں ہونے لگیں۔ بادشاہِ وقت کے کان بھرے گئے کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ کا مخبر ہے۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کے خلاف جھوٹی رپورٹیں حکامِ وقت کے پاس پہنچائی جا رہی ہیں تو وہ خود حاکم کے پاس چلا گیا اور اپنا سارا قصّہ سُنا دیا۔ اور کہا کہ یہ جھوٹ ہے کہ مَیں مخبر ہوں۔ اور دوسری بات سچ ہے کہ مَیں نے احمدیّت قبول کر لی ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتابیں میرے پاس موجود ہیں ان کو پڑھ لو۔ اور اگر مَیں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح کر دو۔ مگر اس نقار خانہ میں طوطی کی کون سُنتا تھا۔ اس کو ماخوذ کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔ آخر ایک رات آئی جس میں انہوں نے مسیح موعود کے اس پروانہ کی جان لینے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر اس کے لئے انہوں نے تیر و تفنگ اور تیغ و تبر سے کام نہیں لیا بلکہ رات کے سناٹے میں ظالم اس مجلس میں گئے جس میں خدا کا بندہ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کے عاشقِ صادق کا غلام محبوس تھا۔ انہوں نے اس کا تنفس بند کر دیا جس سے رُوح گھُٹ گھُٹ کر قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

یوں اپنی جان دیجئے کہ آہ و فغاں نہ ہو ٭ جل بجھے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا توکّل علی اللہ

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ "انصار اللہ" ربوہ — السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ،

ماہِ جون کے پرچے میں جناب محترم غلام رسول اعوان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے توکّل علی اللہ کے تین نہایت ایمان پرور واقعات لکھے ہیں۔ اِسی سلسلہ میں دو واقعات پیش کرتا ہوں۔

---

(۱) ایک دن خاکسار راقم الحروف دفتر کو جا رہا تھا۔ راستے میں جناب مولوی محمد جی صاحب ہزاروی مل گئے۔ فرمانے لگے کیا میں تمہیں حضرت مولانا نورالدین صاحب کا ایک واقعہ سناؤں۔ میں نے عرض کیا۔ ضرور سنائیں۔ فرمانے لگے۔ تم نے عبدالحی عرب صاحب کا نام سُنا ہے۔ میں نے کہا۔ میں نے اُن کو بچپن میں دیکھا ہے اور اُن کا عربوں جیسا لباس اب تک یاد ہے۔ فرمانے لگے کہ ایک دن عرب صاحب حضرت مولانا کے پاس صبح کے وقت آئے اور عرض کیا کہ اُن کو عصر کے وقت چار روپے کی ضرورت ہے۔ مولانا نے فرمایا عصر کے بعد چار روپے مل جائیں گے — ابھی حضرت صاحب ظہر کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے کہ عبدالحی صاحب آگئے اور کہا کہ چار روپے مجھے ابھی عنایت فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا آپ عصر کے وقت آئیں۔ مگر وہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں مجھے ابھی درکار ہیں۔ آخر حضور نے فرمایا کہ تم بہت تنگ کرتے ہو۔ جاؤ میرے مصلّیٰ کے نیچے دیکھو۔ عرب صاحب نے مصلّیٰ اٹھایا تو وہاں چار روپے موجود تھے جو وہ لے کر خوش خوش چلے گئے۔

(۲) خاکسار کے والد مولوی نعمت اللہ خانصاحب گوہر بی۔اے ایک دن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی علی محمد (بی۔اے۔ بی ٹی) سے کہا کہ صبح کی نماز کے معاً بعد حضرت مولانا سے درخواست کرنا کہ مجھے تکلیف زیادہ ہے تشریف لا کر مجھے دیکھ جائیں۔ انہوں نے عرض کر دیا۔ حضرت مولانا عبدالحی عرب کے کندھے پر سہارا لیتے ہوئے ہمارے گھر آئے۔ نبض دیکھی اور میرے چچا صاحب کو فرمایا کہ میرے ساتھ چلو دوا دیتا ہوں۔

جب حضور اُٹھ کر جانے لگے تو والد صاحب نے عرض کیا کہ گذشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت چوڑی خندق ہے اور اُس کی لمبائی دونوں طرف حدِّ نگاہ تک ہے۔ کوئی شخص خواب میں کہتا ہے کہ اس خندق میں (جو چاندی سے بھری ہوئی ہے) مولوی نورالدین کا خزانہ ہے۔ والد صاحب بتاتے تھے کہ میں نے خواب میں کہا کہ چلو آئندہ میں بھی اسی میں سے لیکر گزارہ کروں گا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ خواب سُن کر حضرت مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ "تم شاعر ہو تم نے کچھ پتہ لگا لیا ہے کہ میں کہاں سے کھاتا ہوں۔ پورا پتہ تمہیں بھی نہیں لگا"۔

حضور کی دُعا سے والد صاحب نے بہت علمی ترقی کی مگر وہ کہانی لمبی ہے انشاء اللہ پھر کبھی سہی — والسلام

۲/۷/۸۳   عبدالرحمٰن شاکر پنشنر صدر انجمن احمدیہ ساکن محلہ دارالعلوم شرقی۔ ربوہ

تربیتِ اولاد

حدیث کا یہ درس مکرم غلام باری سیف نے سالانہ اجتماع مرکزیہ ۱۹۸۲ء میں پیش کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تربیتِ اولاد

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ (یونس آیت : ۳۲)

اہمیّتِ موضوع

تربیتِ اولاد سے مُراد اُن کی پرورش اور تعلیم ہے۔ وہ فرد اور قوم خوش قسمت ہے جس کی آنے والی نسل صالح اور اعلیٰ صلاحیتوں کی مالک ہے۔ اور قابلِ رحم ہے وہ فرد و قوم جس کی آئندہ نسل تربیت یافتہ نہیں۔ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں امید و بیم کے دونوں پہلو ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ فرمایا۔ یُخْرِجُ الحیّ مِنَ المیّت و یُخْرِجُ المیّت من الحیّ۔ اَے انسان اگر تُو نے اپنی صلاحیتوں کو ختم کر دیا ہے۔ اور معنوی طور پر مُردوں میں شامل ہے۔ تو غم نہ کر۔ وہ قادر خدا قدرت رکھتا ہے کہ مُردہ سے زندہ پیدا کر دے۔

اور اے صلاحیتوں کے مالک انسان بے خوف نہ ہو جانا۔ اپنی نیکی کے زعم میں اس حقیقت سے آنکھیں بند نہ کر لینا۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہ جانا ـــ لمبی تان کر سو نہ جانا کہ زندوں کے گھر مُردہ بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس سے اس موضوع کی اہمیّت ظاہر ہے۔

تربیت کے مفہوم میں پہلے مَیں پرورش کو لیتا ہوں:۔

اولاد کی پرورش ماں باپ کا فرض ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ادب المفرد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ابن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے:۔

كَمَا اَنَّ لِوَالِدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا كَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ ۔

(ادب المفرد باب برّ الاب لولده)

کہ جس طرح تیرے والد کا تجھ پر حق ہے۔ یعنی یہ کہ تُو ان کی خدمت اور ادب کرے۔ اسی طرح تیرے بچّے کا بھی تجھ پر حق ہے۔ کہ تُو ان کی پرورش اور تعلیم کا بندوبست کرے۔

فقیہہ باپ کے فقیہہ فرزند حضرت ابن عمرؓ نے ایک بار دیکھا کہ ایک آدمی اپنی بچّیوں کی موت کی تمنّا کر رہا ہے۔ آپؓ سُنا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ اَنْتَ تَرْزُقُهُنَّ ۔ کیا تُو ان کا رازق ہے۔ رازق تو وہ خدا ہے جس نے انہیں پیدا کیا۔ (ادب المفرد باب من کرہ ان یتمنّی موت البنات)

بچّیوں کی پرورش، ان کی نگہداشت، تربیت بہت گراں ہے۔ بچّیوں کا غم باپ کی نیند اچاٹ کر دیتا ہے۔ میں نے کئی دردمندوں کو بچیوں کے غم میں بے اختیار آنسو بہاتے دیکھا ہے۔ وہ جوان ہو جائیں تو ذمّہ داری کی وجہ سے باپ کے دل میں ہول اُٹھتا ہے۔ دیکھئے رحمۃٌ للعالمین نے کس طرح بچّیوں کے باپوں کی ڈھارس بندھائی۔ کس طرح بچّیوں کے غم میں ڈوبے ہوئے انسان کو تسلّی دی آپ فرماتے ہیں:۔

عقبہ بن عامر راوی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنا آپ فرماتے ہیں۔

مَنْ كَانَ لَهٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ وَ صَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهٖ كُنَّ لَهٗ حِجَابًا مِنَ النَّارِ ۔ (باب من عال جاریتین او واحدة)

کہ جس کی تین بیٹیاں ہوں۔ وہ صبر کرے۔ محنت و کوشش کرکے انہیں لباس زیبِ تن کرائے تو وہ بچّیاں اس کے اور جہنّم کے درمیان روک بن جائیں گی۔

حضرت ابن عباس کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے دو بچّیاں بھی فرمایا۔ اور ابو سعید خدری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَا يَكُونُ لِاَحَدٍ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ اَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ اِلَيْهِنَّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

(ادب المفرد باب من عال ثلاث اخوات)

کہ جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔ اور وہ اُن سے حُسنِ سلوک کرے۔ وہ جنّت میں جائے گا۔

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ بچّوں کی پرورش نیکی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اللہ کی رحمت اور فضل کا مورد بنتا ہے۔ اولاد خدا کی عطا ہے۔ اُن کی پرورش خلّاق کی نعمت اور احسان کی قدردانی ہے۔

مقدام بن معدی کرب روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کو سُنا آپ فرماتے تھے۔ جو تو اپنے آپ کو کھلاتا ہے۔ وہ بھی نیکی ہے کہ انسان کو قوتیں اور صلاحیتیں قدرت نے عطا کیں۔ ان کو مفلوج کر دینا اُس کی عطا کی ناشکری ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں۔ وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ تو اپنی اولاد کو کھلاتا ہے تو یہ بھی نیکی ہے۔ وما

اَطْعَمْتَ زوجكَ فهو لكَ صَدَقَة وَما اَطْعَمْتَ خادمكَ فهو لكَ صَدَقة تو اپنی بیوی کو کھلاتا ہے تو یہ بھی نیکی ہے اور تُو اپنے خادم کو کھلاتا ہے تو یہ بھی نیکی ہے۔

بسا اوقات قابلِ رحم باپ کو بڑھاپے میں بچیوں کے بارے میں صدمات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ باپ اپنا بوجھ اتار چکا تھا۔ وہ خدا کی امانت کو کسی امین کے سپرد کر کے سرخرو ہو گیا تھا کہ گردشِ لیل و نہار سے بچی کا گھر اجڑ گیا۔ بوڑھے باپ کے قویٰ مفلوج ہو چکے ہیں۔ لیکن بیٹی کا آسرا اُس باپ کے سوا اور کوئی نہیں۔ یہ صدمہ جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ مَیں نے ایسے حادثات کو مشاہدہ کیا۔ میرے اپنے اقارب میں ایسا واقعہ ہوا۔ تو سُنیئے سرتاج مرسلین فرماتے ہیں :-

موسیٰ بن علی اپنے باپ علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن جعشم کو فرمایا اَلَا اُدُلّكَ على اعظم الصدقة۔ سراقہ تم کو ایک بہت بڑی نیکی نہ بتاؤں۔ قال بلیٰ یارسول اللہ۔ سراقہ نے عرض کیا۔ ارشاد فرمایئے یا رسول اللہ۔ فرمایا ابنتكَ المردودة اليكَ لَيْسَ لها كاسب غيرك ۔ کہ تیری بیٹی جو تیرے گھر واپس آگئی۔ اور اس کا تیرے سوا اور کوئی کمانے والا نہیں۔ (ادب المفرد باب من عال ابنة المردودة)

ایک بار امّ المومنین حضرت عائشہ کے گھر ایک سوالی عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں حضرت عائشہ نے اس عورت کو تین کھجوریں دیں۔ اُس سوالی عورت نے دونوں بچیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور تیسری اپنے لئے رکھ لی۔ بچیوں نے اپنی اپنی کھجور کھالی اور پھر ماں کی طرف دیکھنے لگ گئیں۔ ماں نے اپنی ماتا کی وجہ سے تیسری کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا۔ جب آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ حضور کو سُنایا۔ حضور نے فرمایا۔ عائشہ اس میں تیرے لئے تعجب کی کیا بات ہے۔ اللہ نے اُن دونوں بچیوں پر رحم کی وجہ سے اُس ماں پر رحم فرمایا۔ (ادب المفرد باب الوالدت رحمات)

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کی پرورش ماں باپ کا فرض ہے۔ اولاد کا رازق بھی وہی خدا ہے جو ہمارا رازق ہے۔ اولاد پر خرچ کیجئے۔ اُن کی صحت کا خیال رکھیئے۔ انہیں تعلیم دلایئے کہ ہم اُن کی پرورش کے بارہ میں خدا کے حضور مسئول ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے عابد زاہد صحابی ابو درداء فرماتے ہیں۔

مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے نوؔ باتوں کی وصیت کی تھی۔ وہ نو باتیں یہ ہیں۔

شرک نہ کروں۔ فرض نماز نہ چھوڑوں۔ شراب کو مُنہ نہ لگاؤں۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کروں۔ سے جھگڑا نہ کروں۔ جنگ میں پیٹھ نہ دکھاؤں۔ آخر میں فرمایا وانفق من طولكَ علىٰ اهلكَ ولا ترفع عصاكَ علىٰ اهلكَ واخفهم فى الله عزّ وجلّ کہ اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرو اور اپنے اہل وعیال پر ڈنڈا نہ اُٹھا۔ اور ان

کے بارے میں اللہ عزّ وجلّ سے ڈر۔ (ادب المفرد باب یبرّ والدیہ مالم یکن مومنۃ)
پس اولاد خدا کی دین ہے۔ ان کی پرورش، نگہداشت۔ ماں باپ کا فرض ہے۔ اور اگر ہم خدا کے حکم کی وجہ سے اُن سے حسنِ سلوک کرتے ہیں تو یہ دُنیا نہیں۔ دین کا حصّہ ہے۔ ان سے پیار اور رحم کا سلوک خدا کی رحمت کو جذب کرنے کا موجب ہے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے ایک روز اپنے نواسہ حضرت حسن کو بوسہ دیا۔ اس وقت اقرع بن حابس تمیمی آپ کے پاس تھے۔ اقرع نے کہا حضور! میرے دس بچے ہیں۔ مَیں نے تو کبھی کسی کو نہیں چُوما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے آنکھ اُٹھائی اور فرمایا۔ مَن لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ۔ اقرع جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

اَب مَیں تربیت کے دوسرے مفہوم یعنی تعلیم و تہذیب کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے چند ارشادات پیش کروں گا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ مَیں ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم پیش کروں۔ مَیں آپ کی توجہ ایک بار پھر اس عالمگیر صداقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جسے قرآن مجید نے کئی پیرایوں میں پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔ آیت ہٰذا میں اُمید کے پہلو کو مقدّم رکھا ہے اور بیم و انذار کو مؤخّر۔ تاریخ عالم اور اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرنے والے نوح کے گھر جو لڑکا پیدا ہوُا اسے خدا کی طرف سے اِنَّہٗ لیس من اھلکَ کی سند ملی۔ حضرت سلیمان کے بیٹے کو خدا نے جسدِ بے جان کہا وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کو کانت من الغابرین کا سرٹیفکیٹ ملا۔ اور اسلامی تاریخ کا یہ کتنا رُوح فرسا واقعہ ہے کہ خلیفہ راشد جسے اس دُنیا میں صادق و مصدوق کی زبان مبارک سے خدا کی رضا اور جنّت کی بشارت ملی میری مُراد حضرت عثمانؓ سے ہے کے قتل میں کیا بعض کبار صحابہ کی اولاد شامل نہ تھی۔

اور یخرج الحیّ من المیّت کی صداقت کو بھی کئی بار تاریخ نے دہرایا۔ کیا عکرمہ ابوجہل کا بیٹا نہ تھا۔ کیا خالد ولید کا بیٹا نہ تھا اور مرض الموت میں رونے والا ابو ہاشم عتبہ کا بیٹا نہ تھا۔ ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ معاویہ ابو ہاشم کی عیادت کے لئے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابو ہاشم کے آنسو رواں ہیں۔ پوچھا۔ ماموں کیا تکلیف نے بیقرار کر رکھا ہے۔ یا دُنیا سے جانے کا فطری غم ہے؟ اُس عتبہ کے بیٹے نے جو بدر کے روز حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی دُعا کے تیر کے نتیجہ میں واصلِ جہنم ہُوا تھا کہا ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں۔ مجھے رونا اس بات کا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم سے ایک عہد کیا تھا اس پر قائم نہیں رہ سکا۔ حضور نے فرمایا تھا۔ اگر مال جمع کرنا ہے تو ایک خادم اور سواری کافی ہے۔ لیکن میرے گھر میں تو کچھ مال جمع ہو گیا ہے۔ (ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی ھمّ الدنیا وحزنہا)
باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بددعا سے گھائل ہُوا۔ اور بیٹے کا یہ زُہد۔ سچ ہے یخرج الحیّ من المیّت

پس اُمّید کے چراغ جلاؤ۔ اولاد کی تربیت کرو کہ اس سے بہتر متاع کوئی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دُنیا کی بہترین متاع نیک اولاد ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

اذا مات العبد انقطعَ عنه عمله اِلّا من ثلاثٍ صدقةٌ جاريةٌ اَوعلمٌ يُنْتَفعُ بهِ او وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو له۔ (ادب المفرد وباب برّ الوالدين بعدموتهما)

کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے۔ ہاں تین امور ختم نہیں ہوں گے۔ صدقہ جاریہ، دوسرے وہ ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اور نیک اولاد جو ماں باپ کے لئے دُعا کرتی ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے ہی مروی ہے۔ کہ مرنے کے بعد میّت کے درجات کی بلندی ہوگی۔ مرحوم کہے گا۔ اے پروردگار یہ کیا ماجرا ہے۔ تو اُسے جواب ملے گا۔ تیرا بیٹا تیرے لئے خدا سے مغفرت طلب کر رہا ہے۔ (ادب المفرد برّ الوالدین بعدموتہما)

مَیں نے ایک مبلّغ واقف زندگی کو دیکھا وہ جب یہ دُعا نماز میں پڑھتے تو اُن کی آواز گلوگیر ہوجاتی۔

رَبِّ اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الحسابَ۔
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيْرًا۔

بچّے کے لئے دُعا کیجئے۔ بددُعا نہ کیجئے

حدیث کے راوی حضرت ابوہریرۃؓ ہی ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں:۔

ثلاثُ دعواتٍ مستجاباتٍ لهن لا شك فيهنّ۔ دَعْوَةُ المَظْلُوم و دَعْوَةُ المسافِرِ و دَعْوَةُ الوالِدين على ولدهما۔ (ادب المفرد باب دعوة الوالدين)

کہ تین دُعاؤں کی قبولیّت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دُعا، مسافر کی دُعا، اور والدین کی بچّے کے خلاف دُعا۔

پس زبان کو بددُعا سے روک لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت کا ہو۔ عورتوں میں بچّوں کو لعن طعن کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص نے کھٹمل کو لعنت کی تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس پر لعنت مت کیجئے۔ (ادب المفرد باب لاتسبّو البرغوث)

رحیم و کریم خدا کے بندے تیری زبان پر تو رحمتِ عام ہونی چاہئیے۔ یہ ہرکس و ناکس جان دے جان پر لعنت کیا معنے؟

بچّے کو یہ بتا دیجئے کہ شرف عمل سے ملتا ہے نسب سے نہیں

یہ اُمر بچّے کے ذہن نشین کرنا چاہئیے کہ عظمت مرہونِ منّت ہے خدا کے فضل اور محنت کی۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے

روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا
يا فاطمة بنت محمدؐ انقذی نفسك من النار فانی لا املك من الله شيئًا۔ (ادب المفرد باب وجوب صلة الرحم)

اے محمدؐ کی لخت جگر فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا۔ مَیں خدا کے مقابل تمہارے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتا۔
اولاد کو کھلایئے پلایئے سونے کے نوالے کھلایئے۔ لیکن نگاہ شیر کی رکھیئے۔ ایک روز کاشانۂ نبوّت میں صدقہ کی کچھ کھجوریں پڑی تھیں۔ حضرت فاطمہ کے نُورِ نظر حسن نے جو اس وقت بچّے تھے۔ ایک کھجور مُنہ میں ڈال لی۔ رحمۃ للعالمین نانا نے کہا اخ تھو! پھینک دو بیٹا۔ آلِ محمدؐ کے لئے صدقہ جائز نہیں۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے گھر کی جانب آئے۔ گھر میں داخل ہوُا چاہتے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حسین کی چارپائی کے نیچے کُتّے کا بچہ ہے۔ انہیں پاؤں آپ واپس ہو گئے۔ حضرت علیؓ گھر آئے تو فاطمہؓ نے کہا ابّا آئے تھے لیکن واپس تشریف لے گئے۔ جایئے وجہ دریافت کیجئے۔ حضرت علیؓ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ لَوٹ آنے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا جس گھر میں کُتّے ہوں وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ یہاں یہ واضح رہے کہ شکار، رکھوالی کے لئے کُتّا رکھنے کی شریعت میں اجازت ہے۔ لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ شاہین بچّے، وہ جسے جنّت کے نوجوانوں کا سردار بننا مقدر تھا۔ اس کا بچپن میں بھی یہ شغل پسندیدہ نہیں ۔ مامور زمانہ علیہ السلام نے سیّدنا حضرت محمود کو بچپن میں گھر کی چڑیاں پکڑنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں روایت ہے کہ بچّے ساتھ کھانا کھاتے۔ تو آپ انہیں آداب طعام سکھاتے۔ فرماتے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ۔

پس انصار بھائیو تربیت کے اس پہلو یعنی اولاد کی تعلیم و تہذیب سے بھی غافل نہ ہوں۔ اُن کے اخلاق کو آراستہ کریں۔ انہیں ذمّہ داریوں کے اُس بار کو اٹھانے کے قابل بنائیں جو کل ان کے کندھوں پر رکھا جانے والا ہے۔

اُن کے اندر نورالدین رضی اللہ عنہ کی سی اطاعت ہو، تو صاحبزادہ عبداللطیف جیسی جرأت۔ بابو فقیر علی اور منشی روڑے خان جیسی دیانت ہو، تو مولانا شیر علی صاحب جیسا زُہد انہیں نصیب ہو۔ مولانا برہان الدین جیسی بے نفسی ہو تو منشی ظفر احمد صاحب اور منشی رستم علی صاحب جیسا ایثار۔

کل سماء احمدیّت کی رونق یہ ہوں گے۔ جبینِ احمدیّت کا جھومر یہی بنیں گے اور آنے والی نسل کے شاہسوار۔ تم سے کہتا ہوں ۔

جوانو اب تمہارے ہاتھ میں تقدیرِ عالم ہے
تمہیں ہوگے فروغِ بزمِ امکاں ہم نہیں ہونگے

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کے لئے معطی حضرات کی فہرست

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے نئے بلاک کی تعمیر کے سلسلہ میں عطایاجات ادا کرنیوالے احباب کی فہرست (قسط ۵) درج ذیل ہے۔ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر دعائیہ لوح پر انشاء اللہ کندہ کرائے جائیں گے۔ رب کریم ان کے اموال میں برکت بخشے آمین۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

۱۔ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب چک ۱۴ ایل ضلع ساہیوال — ۳۰۰ روپے
۲۔ " حکیم محمد ابراہیم صاحب زعیم انصار اللہ چک ۵ رہتیاں ضلع شیخوپورہ — ۳۰۱ "
۳۔ " مولوی محمد شفیع صاحب چک ۱۶۹ ناظم انصار اللہ ضلع بہاول نگر — ۳۱۰ "
۴۔ " سردار کرم خانصاحب کوٹ فتح خان ضلع اٹک — ۳۰۰ "
۵۔ " ملک سلطان رشید خانصاحب صدر جماعت احمدیہ کوٹ فتح خان ضلع اٹک — ۳۰۰ "
۶۔ " چوہدری عطاء اللہ صاحب ولد گل محمد صاحب مرحوم چک ۱۷۱ چہور ضلع شیخوپورہ — ۳۰۱ "
۷۔ " چوہدری محمود نواز، نعیم احمد اور محمد خالد عزیزان مکرم چوہدری شاہنواز صاحب شاہنواز لمٹیڈ کراچی — ۵،۰۰۰ "
۸۔ " شیخ عبدالمجید صاحب ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی — ۱،۰۰۰ "
۹۔ " حبیب اللہ بٹ صاحب مینیجر شاہنواز لمٹیڈ ویسٹ دہارف کراچی — ۱،۰۰۰ "
۱۰۔ " رفیع الدین احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ صدر کراچی — ۲،۰۰۰ "
۱۱۔ " چوہدری مقبول احمد صاحب صدر کراچی — ۱،۰۰۰ "
۱۲۔ محترمہ نعیمہ پروین صاحبہ اہلیہ و قاص نعیم و بیگم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب گوجر خان ضلع راولپنڈی — ۳۰۰ "
۱۳۔ مکرم خان عبدالغفور خانصاحب آف ٹوپی حال شاہ تاج شوگر ملز لمٹیڈ منڈی بہاؤالدین — ۳۰۰ "
۱۴۔ " قاضی سعید احمد صاحب آف کوروال ضلع سیالکوٹ حال " " " — ۳۰۰ "
۱۵۔ والدین مرحومین قاضی عبدالسلام صاحب دارالصدر شمالی ربوہ — ۱۰۰۰ "
۱۶۔ " ڈاکٹر احمد علی صاحب احمدی سابق صدر حلقہ دہلی گیٹ لاہور — ۳۰۰ "
۱۷۔ " چوہدری نذیر احمد صاحب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی — ۳۰۰ "
۱۸۔ " قریشی سعید احمد صاحب گلشن اقبال کراچی۔ — ۳۰۰ "
۱۹۔ " قریشی مظہر احمد صاحب مرحوم منجانب قریشی سعید احمد صاحب گلشن اقبال کراچی — ۳۰۰ "
۲۰۔ " قریشی بشیر حسین صاحب مرحوم " " " " " " " — ۳۰۰ "
۲۱۔ " نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ قریشی بشیر حسین صاحب " " " " " " — ۳۰۰ "
۲۲۔ " مرزا حفیظ الرحمٰن صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ صدر کراچی — ۳۰۰ "
۲۳۔ " عبدالکریم خانصاحب شاہ آبادی کراچی ۔/۵۰۰ روپے۔ (۲۴)۔ مکرم محمود احمد صاحب مبشر محمد علی سوسائٹی کراچی — ۳۰۰ "

۲۵۔ مکرم طاہر احمد صاحب ہاشمی و ڈاکٹر زبیدہ ہاشمی صاحبہ معہ بچگان ثمرینہ، سلمیٰ، فائزہ، منور احمد مظفر احمد ہاشمی عزیز آباد کراچی	۵۰۰ –– ۰۰ روپے
۲۶۔ " کیپٹن شیر محمد صاحب ایم سی او بی آئی چک ۹/ر گرنجش پورہ ضلع گجرات	" ۳۱۳ –– ۰۰
۲۷۔ " حکیم ممتاز احمد صاحب کیرانوالہ ضلع گجرات	" ۳۰۰ –– ۰۰
۲۸۔ " رئیس محمد عبداللہ خانصاحب صدر جماعت احمدیہ باندھی ضلع نواب شاہ	" ۳۰۰ –– ۰۰
۲۹۔ " حمیداللہ صاحب مبارک ساہیوال شہر	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۰۔ " میاں صلاح الدین صاحب چونڈہ فرنیچر ہاؤس چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۱۔ " حکیم عبدالعزیز صاحب صدر جماعت احمدیہ چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۲۔ " چوہدری ناصر احمد صاحب کریم نگر فیصل آباد شہر	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۳۔ " شیخ عبدالمجید صاحب " " " "	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۴۔ " چوہدری رحیم بخش صاحب مرحوم منجانب چوہدری مقصود احمد صاحب فیصل آباد	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۵۔ " میاں محمد عبداللہ صاحب دھرمسالہ سیالکوٹ شہر	" ۱۰۰ –– ۰۰
۳۶۔ " میاں عظیم قادر صاحب نیو پاک جیولر	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۷۔ " ملک رفیق احمد صاحب ولد محمد صدیق صاحب محمود آباد جہلم	" ۱۰۰ –– ۰۰
۳۸۔ " راجہ انور احمد صاحب ولد راجہ محمد صادق صاحب مرحوم محمود آباد جہلم	" ۳۰۰ –– ۰۰
۳۹۔ " ملک بشیر احمد صاحب ولد ملک عبدالغنی صاحب " " "	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۰۔ " منور احمد صاحب و اہلیہ صاحبہ چک ۲۹۷/ج ب نزد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	" ۳۱۳ –– ۰۰
۴۱۔ " بابو قاسم الدین صاحب ناظم انصاراللہ ضلع سیالکوٹ حال وارد لاہور	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۲۔ " عبدالرحیم صاحب ساقی تخت ہزارہ حال گلبرگ لاہور	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۳۔ " عبدالرؤف لودھی صاحب بیت النور مظفر گڑھ شہر	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۴۔ مجلس انصاراللہ چک ۹۶ گ۔ب صریح ضلع فیصل آباد	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۵۔ " چوہدری عنایت اللہ صاحب ولد حاجی محمد خان صاحب گوٹھ عنایت اللہ ضلع سکھر	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۶۔ " " محمد شریف صاحب " " " چک نمبر ۲۰/۴۷ ضلع صادق آباد	" ۳۰۰ –– ۰۰
۴۷۔ " چوہدری نبی محمد صاحب مسجد احمدیہ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	" ۳۱۳ –– ۰۰
۴۸۔ " کیپٹن شمیم احمد صاحب خاکر (نیوی) اسلام آباد۔	" ۳۰۱ –– ۰۰
۴۹۔ " چوہدری محمد حسین صاحب ساہیوال	" ۳۰۰ –– ۰۰
۵۰۔ " نقیر محمد صاحب مرحوم ۹/۱۱۔ا پیرد شاہ منجانب پسر چوہدری محمد صاحب ساہیوال	" ۳۰۰ –– ۰۰

بچّوں کا صفحہ

وہ بخشے گئے!

پیارے بچّو! یہ تو تم اپنے بزرگوں سے سُنتے رہتے ہو۔ اور اس پر خدا کے فضل سے عمل بھی کرتے ہو کہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہیئے۔ قرآن پڑھنا چاہیئے۔ سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیئے۔ بزرگوں کا احترام کرنا چاہیئے۔

آج ہم آپ کو دو واقعات سُناتے ہیں۔ پیارے بچّو! نیک اعمال کی فہرست بہت لمبی اور طویل ہے۔ خدا کی مخلوق کی خدمت بھی بڑی نیکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارا پیدا کرنے والا خدا ہماری کسی معمولی خدمتِ خلق کی بناء پر ہمیں بخش دے۔ یعنی وہ چیز جو نماز روزہ، ذکرِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے وہ آپ کو خدا کی مخلوق کی خدمت سے مِل جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے ایک روز دیکھا ایک کتّا کنوئیں کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ پیاس سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ اور وہ بُری طرح ہانپ رہا ہے۔ اُس عورت نے کتّے کی یہ حالت دیکھی تو اپنا جوتا پانی سے بھر کر کُتّے کے سامنے رکھ دیا۔ حدیث میں لکھا ہے کہ کتّا پیاس سے مر رہا تھا۔ پانی پیا تو اُس کی جان میں جان آئی۔

پیارے بچّو! دیکھو ہمارا خدا کتنا رحیم وکریم ہے۔ اُس نے عورت کی اس کی نیکی کو قبول کیا اور اُسے بخش دیا۔

عزیز بچّو! تم اگر خدا کی مخلوق کی خدمت کرو گے۔ اُن کی تکلیف دُور کرو گے تو خدا سے اجر پاؤ گے۔ ہو سکتا ہے ہمارا مہربان آسمانی آقا ہمارے کسی ایسے فعل پر ہمیں بخش دے۔

احمدی بچّو! یہ حدیث اس طرح بھی حدیث کی کتابوں میں آئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کہیں جا رہا تھا۔ اُسے سخت پیاس لگی۔ کنواں آیا تو اُس نے وہاں پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی۔ وہ پانی پی چکا تو اس نے دیکھا ایک کتّا پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اُس آدمی نے دل میں کہا جس طرح مجھے پیاس لگی تھی۔ اس کُتّے کو بھی پیاس لگی ہے۔ وہ کنوئیں میں نیچے اُترا۔ اپنا موزہ پانی سے بھر کر وہ موزہ مُنہ میں پکڑ کر کنوئیں سے باہر آیا۔ اور کُتّے کو پانی پلایا۔ ہمارے رحیم وکریم آقا نے اس کے اس فعل کو قبول فرمایا اور اُسے بخش دیا۔

بچّو! تم بھی خدا کے رحیم وکریم بندے بن کر اسی طرح خدا کی مخلوق کی خدمت کرو۔ اللہ تمہیں بڑا اجر دے گا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے چھوٹے بچّے ایک روز گھر کی چڑیوں کو دروازے بند کر کے پکڑ رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے دیکھا تو فرمایا۔ میاں گھر کی چڑیوں کو نہیں پکڑا کرتے۔

کامل مذہب، کامل تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

"کسی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یعنی اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وہ منجانب اللہ ہے۔ دو قسم کی فتح کا اس میں پایا جانا ضروری ہے

اوّل یہ کہ وہ مذہب اپنے عقائد اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رُو سے ایسا جامع اور اکمل اور اتمّ اور نقص سے دُور ہو کہ اس سے بڑھ کر عقل تجویز نہ کر سکے اور کوئی نقص اور کمی اُس میں دکھلائی نہ دے۔ اور اسی کمال میں وہ ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہو۔ یعنی ان خوبیوں میں کوئی مذہب اس کے برابر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ دعوٰی قرآن شریف نے آپ کیا ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنی آج مَیں نے تمہارے لئے اپنا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پُورا کیا۔ اور مَیں نے پسند کیا کہ اسلام تمہارا مذہب ہو۔ یعنی وہ حقیقت جو اسلام کے لفظ میں پائی جاتی ہے۔ جس کی تشریح خود خدا تعالیٰ نے اسلام کے لفظ کے بارہ میں بیان کی ہے۔ اس حقیقت پر تم قائم ہو جاؤ۔ اس آیت صریح میں یہ بیان ہے کہ قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صلا دیباچہ)